Al-Raqim (Research Journal of Islamic Studies)
Volume 02, Issue 02, October-December 2024.
Open Access at: https://journals.iub.edu.pk/index.php/alraqim/index
Publisher: Department of Islamic Studies, The Islamia University of Bahawalpur, Rahim Yar Khan Campus, Pakistan
Email: editor.alraqim@iub.edu.pk

قبیلہ ثقیف اور طائف: عرب تاریخ کے درخشاں پہلو

The Tribe of Thaqīf and Ṭāʾif: Brilliant Aspects of Arab History

Sahib Din
PhD Scholar, Government College University, Faisalabad
Email: *sahibdin08454@gmail.com*

Abstract:

The Thaqīf tribe and the city of Ṭāʾif hold significant importance in the political history of pre-Islamic and early Islamic Arabia. The Thaqīf tribe, known for its warrior culture, resided in Ṭāʾif, a prosperous city located near Makkah. Ṭāʾif was a key economic and strategic center due to its fertile lands and its control over important trade routes.

Politically, the Thaqīf tribe was strong and maintained independence in pre-Islamic times. During the rise of Islam, the tribe resisted the Prophet Muḥammad's (PBUH) message and took part in conflicts against the Muslims, including the Battle of Ḥunayn. Despite initial resistance, Ṭāʾif was eventually besieged by Muslim forces, though it remained defiant until 9 AH (630 CE) when the Thaqīf tribe finally embraced Islam.

After accepting Islam, the Thaqīf tribe became integrated into the Islamic state and played a role in the expanding Islamic empire. The city of Ṭāʾif continued to grow in importance during the Caliphate era, both as a trading hub and as a strategic military post. The political history of the Thaqīf tribe and Ṭāʾif reflects the broader transitions in Arabia during the emergence of Islam, from independent tribal politics to integration within a unified Islamic polity..

***Keywords**:Ṭāʾif, Arab History, Warrior Culture, Islamic Empire, Tribal Politics*

Al-Raqim Research Journal, Department of Islamic Studies, IUB, RYK Campus is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License

تعارف موضوع:

قبیلہ ثقیف اور شہر طائف کا قبل از اسلام اور اوائل اسلامی دور کی سیاسی تاریخ میں نمایاں مقام ہے۔ طائف میں آباد یہ خاندان اپنی جنگجو ثقافت کے لیے مشہور تھا۔ حجاز کے تین مشہور شہروں (مکہ، مدینہ، طائف) میں سے ایک خوشحال بلد تھا۔ طائف اپنی زرخیز زمینوں اور اہم تجارتی راستوں پر کنٹرول کی وجہ سے ایک اہم اقتصادی اور اسٹریٹجک مرکز تھا۔ سیاسی طور پر یہ خاندان قبل از اسلام کے دور میں ایک مضبوط اور خود مختار قبیلہ تھا۔ اسلام کے عروج کے دوران، اس قبیلے نے حضرت محمد ﷺ کے پیغام کی مخالفت کی اور مسلمانوں کے خلاف جنگوں میں حصہ لیا۔ اسلام قبول کرنے کے بعد، یہ قبیلہ اسلامی ریاست کا حصہ بن گیا اور اسلامی سلطنت کے پھیلاؤ میں اہم کردار ادا کیا۔ خلافت کے دور میں طائف کی اہمیت بطور تجارتی مرکز اور اسٹریٹجک فوجی چوکی کے طور پر بڑھتی گئی۔ قبیلہ ثقیف اور طائف کی سیاسی تاریخ عرب میں اسلام کے ظہور کے دوران قبائلی سیاست سے ایک متحد اسلامی ریاست کے ساتھ انضمام کی عکاسی کرتی ہے۔ شہر طائف، قدرتی ماحولیاتی حالات، زندگی کی سہولیات، تہذیب و تمدن اور انسانی آبادی کی موجودگی کے نتیجے میں وجود میں آیا ہے۔ اسی لیے طائف کو "اللہ کا عطیہ یا قدرت کا انعام" کہا جاتا ہے۔ اس علاقے کو ہمیشہ اعلیٰ قدرتی سرپرستی حاصل رہی، جس کی بدولت یہ جگہ ایک خوبصورت شہر بن گئی، جو اپنے رہائشیوں اور تہذیب و تمدن کے لحاظ سے خوشحال اور فخر کا باعث ہے۔

قبیلہ ثقیف اور طائف:

عہد نبوی ﷺ میں طائف ایک اہم اور متحرک شہر تھا، جس کا شمار زمانہ قدیم سے عرب کے اہم ترین بلدان میں ہوتا ہے۔ مکہ کا قریبی شہر ہونے کی وجہ سے یہاں کے لوگ قبیلہ قریش کے ساتھ اچھے تجارتی، سماجی اور ازدواجی تعلقات رکھتے تھے۔ مکہ اور طائف کو قرآن نے عظیم القریتین کے نام سے پکارا ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

"لَوْ لَا نُزِّلَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ عَلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْيَتَيْنِ عَظِيْمٍ۔"[1]

(اور کہنے لگے، یہ قرآن ان دونوں بستیوں میں سے کسی بڑے آدمی پر کیوں نازل نہیں کیا گیا۔)

قریباً تمام مفسرین اس بات پر متفق ہیں کہ اس آیت میں مذکور "دو بستیاں" مکہ اور طائف ہیں۔ اکثر مفسرین کے نزدیک: بڑے آدمی سے مراد، مکہ کے ولید بن مغیرہ اور طائف کے عروہ بن مسعود ثقفی ہیں۔ مفسرین نے مکہ کے عظیم شخص کے بارے میں زیادہ اختلاف نہیں کیا، بلکہ انہوں نے اسے دو افراد کے درمیان محدود کر دیا: ولید بن مغیرہ اور عتبہ بن ربیعہ۔ لیکن طائف کے عظیم شخص کی شناخت میں اختلاف اتنا زیادہ تھا کہ یہ آٹھ مختلف افراد تک پہنچ گیا، اس کی وجہ یہ تھی کہ طائف میں بڑے سرداروں کی تعداد بہت زیادہ تھی۔ ان آٹھ ثقفی افراد کے نام درج ذیل ہیں: 1۔ عروہ بن مسعود ثقفی، 2۔ عبد یالیل بن عمرو بن عمیر، 3۔ مسعود بن عمرو، 4۔ عمیر بن

---

[1] ۔ القرآن، 31:43

Al-Qur'ān, 31 : 43

عمرو بن مسعود، 5۔ حبیب بن عمرو بن عمیر، 6۔ کنانہ بن عمرو بن عمیر، 7۔ غیلان بن سلمہ بن معتب، 8۔ الاخنس بن شریق ثقفی ہیں ۔ قبیلہ ثقیف کی دو بڑی شاخیں تھیں: بنو احلاف اور بنو مالک۔ تمام مذکورہ افراد کا تعلق قبیلہ ثقیف کی شاخ "بنو احلاف" سے تھا۔([2])

طائف کی فضیلت:

یہ حدیث حضرت عبد الملک بن عباد بن جعفر سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ: "میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: "میری امت میں سب سے پہلے جن کے لیے میں سفارش کروں گا وہ اہلِ مدینہ ہوں گے، پھر اہلِ مکہ اور پھر اہلِ طائف۔" ([3]) طائف کے لوگوں کی خدمت اور دین کی خاطر ان کی جدوجہد نے اس شہر کو بھی اسلامی دنیا میں خاص مقام عطا کیا۔ بنو ثقیف کا مسکن "الطائف" سعودی عرب کا خوبصورت شہر ہے۔ مختلف لحاظ سے اس کی خصوصیات درج ذیل ہیں:

موسمی لحاظ سے:

طائف اپنی خوشگوار آب و ہوا، سرسبز وادیوں اور پہاڑی مناظر کے لئے مشہور ہے۔ سطح سمندر سے ۱۷۰۰ میٹر کی بلندی پر واقع ہے۔ سردی کے دنوں میں بادلوں کی موجودگی اور ہلکی پھلکی بارشیں عام ہیں ۔ مکہ کی گرم آب و ہوا کے برعکس طائف کا موسم خوشگوار ہے۔ یہاں کی زرخیز زمین کھیتی باڑی اور افزائش نسل کے لیے موزوں ہے، جس کی بدولت یہ علاقہ خوشحالی سے معمور ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس سرزمین کو بے شمار نعمتوں سے نوازا ہے اور یہاں کے باشندوں پر اپنا خاص کرم فرمایا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قدیم زمانے سے ہی طائف اہل مکہ کے لیے ایک پسندیدہ تفریحی مقام رہا ہے جہاں وہ گرمیوں کی شدت سے بچنے کے لیے آتے ہیں۔ طائف کوہ غزوان پر واقع ہے جو حجاز کا سرد ترین مقام ہے۔ اتنی شدید سردی پڑتی ہے کہ سردیوں میں اس پہاڑ کی چوٹی پر پانی جم جاتا ہے۔([4])

جغرافیائی لحاظ سے:

طائف کا محل وقوع، ایک فطری قلعہ کی مانند، اس کی حفاظت میں کلیدی کردار ادا کرتا تھا۔ بلند و بالا مقام پر آباد ہونے کی وجہ سے یہ شہر حملہ آوروں کی نظروں سے اوجھل رہتا اور دشمنوں کے لیے اس تک رسائی دشوار ہوتی۔ مضبوط دیواریں، بلند و بالا برج، اور مستحکم حصار مل کر ایک ناقابل تسخیر دفاعی نظام بناتے تھے جو بدوؤں کے حملوں سے شہر کی حفاظت کرتا۔ یہ دفاعی حکمت عملی یمن کے

---

[2] ۔ ابو الفداء، اسماعیل بن عمر بن کثیر، **تفسیر القرآن العظیم** (بیروت: دار الکتب العلمیہ، 1419ھ)، 7:207۔

Abū al-Fidā' Ismā'īl ibn 'Umar ibn Kathīr, Tafseer Al-Qur'ān al-Azeem (Beirut: Dar al-Kitab al-Ilmiya, 1419 AH), 7:207.

[3] ۔ سلیمان بن احمد الطبرانی، **المعجم الاسط** (القاہرہ: دار الحرمین، 1415ھ)، 2:229-

Sulaiman ibn Ahmad al-Tabarani, Al-Majam al-Asat (Cairo: Dar al-Haramain, 1415 AH), 2:229-

[4] ۔ یاقوت الحموی، **معجم البلدان** (بیروت: دار صادر، 1995ء)، 4:8۔

Yaqut al-Hamwi, Mu'jam al-Buldān (Beirut: Dar Sadr, 1995), 4:8.

فن تعمیر سے متاثر تھی جہاں شہر اور دیہات بلند مقامات پر بنائے جاتے اور ان کے گرد دیواریں اور برج تعمیر کیے جاتے تاکہ دشمنوں کو دور ہی سے روکا جاسکے۔ طائف کے باشندوں نے بھی اسی حکمت عملی کو اپناتے ہوئے اپنے شہر کو بیرونی خطرات سے محفوظ بنایا۔([5])

یہ شہر اہم شاہراہوں سے جڑا ہوا ہے، جغرافیائی لحاظ سے یمن، مکہ اور نجد کی طرف جانے والے راستوں کو آپس میں ملاتا ہے اور سعودی عرب کے مغربی حصے میں واقع ایک اہم شہر ہے، جو اپنے جغرافیائی محل وقوع اور قدرتی حسن کی بنا پر مشہور ہے۔ یہ شہر مکہ مکرمہ کے جنوب مشرق میں قریباً 70 کلومیٹر کے فاصلے پر کوہ غزوان کی چوٹی پر واقع ہے اور اس کا تعلق حجاز کے پہاڑی سلسلے سے ہے۔ طائف کو اس کی جغرافیائی اہمیت کی وجہ سے "حجاز کا دروازہ" بھی کہا جاتا ہے۔ اس کے اردگرد دیگر اہم جغرافیائی مقامات میں سرات کی پہاڑیاں اور مختلف وادیاں شامل ہیں، جو اس کے قدرتی حسن میں اضافہ کرتی ہیں۔ طائف کی طرف جانے والا راستہ پہاڑی ہے جو مکہ سے اوپر چڑھنے والے کے لیے ایک دن کی مسافت ہے اور مکہ کی طرف اترنے والے کے لیے نصف دن کا راستہ ہے۔([6])

مذہبی لحاظ سے:

مکہ کے بعد طائف ایک اہم مذہبی مرکز تھا۔ شہر میں ایک پہاڑی ٹیلا پر "لات" کا مجسمہ نصب تھا، جو مشرکین عرب کے تین اعلیٰ بتوں میں سے ایک تھا۔([7])

لات: ایک منقش (بیل بوٹے دار، جس پر نقش و نگار ہوں) سفید پتھر تھا، جس پر قبہ بنا رکھا تھا، غلاف چڑھائے جاتے تھے، مجاور محافظ اور جاروب کش (جھاڑو دینے والا یا خاکروب) مقرر تھے، اس کے آس پاس کی جگہ مثل حرم، حرمت و بزرگی والی جانتے تھے، اہل طائف کا یہ بت کدہ تھا، قبیلہ ثقیف اس کا پجاری اور بنو معتب اس کا متولی تھا۔ قریش کے سوا باقی سب عرب قبائل پر یہ لوگ فخر جتایا کرتے تھے۔ ابن جریرؒ فرماتے ہیں ان لوگوں نے لفظ اللہ سے لفظ "لات" بنایا تھا۔ گویا اس کا مؤنث بنایا تھا۔ اللہ کی ذات تمام شریکوں سے پاک ہے۔ ایک دوسری جگہ پر "لات" کے معنی ہیں گھولنے والا، یہ ایک نیک شخص تھا، جو موسم حج میں حاجیوں کو ستو گھول گھول کر پلاتا تھا، اس کے انتقال کے بعد لوگوں نے اس کی قبر پر مجاورت شروع کر دی۔ رفتہ رفتہ اسی کی عبادت کرنے لگے۔([8])

---

[5]۔ ڈاکٹر جواد علی، **المفصل تاریخ العرب قبل الاسلام** (بیروت: دار الساقی، 1412ھ)، 7:147۔

Dr. Jawad Ali, Al-Musafal Tarikh al-Arab Qib al-Islam (Beirut: Dar al-Saqi, 1412 AH), 147: 7.

[6]- الحموی، **معجم البلدان**، 4:8۔

Al-Hamwi, Mujam al-Buldan, 4:8.

[7]۔ جیورجیو، کونستانس، **نظرة جديدة فی سيرة رسول الله** (بیروت: دار العربیہ، 1983ء)، 145، 144۔

Giorgio, Constance, Nazarat Jadida fi Sirat Rasulullah (Beirut: Dar al-Arabiyya, 1983), 144, 145.

[8]۔ محمد بن جریر الطبری، **تفسیر الطبری جامع البیان عن تاویل آی القرآن**، (بیروت: دار ھجر، 1397ھ)، 11:520۔

Muhammad bin Jarir Al-Tabari, Tafseer al-Tabari Jami al-Bayan an Taweel Ay Al-Qur'ān, (Beirut: Dar Hijr, 1397 AH), 520: 11.

علمی لحاظ سے:

طائف کے باشندے کیونکہ مالی لحاظ سے خوشحال تھے اس لیے وہ اپنی اولاد کی تعلیم و تربیت کی طرف خصوصی توجہ دیا کرتے تھے۔ اسی زمانے میں جب سارا جزیرہ عرب جہالت کے اندھیروں میں غرق تھا، طائف میں بہترین طبیب اور مایہ ناز منجم موجود تھے۔ اپنے زمانہ کا بہترین طبیب حارث بن کلدہ ثقفی تھا جس نے علم طب ایران کے ماہر اطباء اور حکماء سے حاصل کیا تھا، اسی طرح جزیرہ عرب کا ماہر منجم عمرو بن امیہ ثقفی بھی طائف کا رہنے والا تھا۔ یہ شخص علم نجوم میں بڑی مہارت رکھتا تھا۔ علمی طریقہ سے ستاروں کی رفتار، اوقات، طلوع و غروب اور ان کے اثرات سے بخوبی واقف تھا۔ ستاروں کی نقل و حرکت کا مشاہدہ کرنے کے لیے اس نے رصد گاہ بنائی ہوئی تھی۔ غیلان بن سلمہ ثقفی بہترین معلم و کاتب اور تاجر تھے اور عکاظ کے میلے میں اہم انتظامی ذمے داریاں بھی ادا کرتے تھے۔ امیہ بن ابی الصلت ثقفی مشہور شاعر، تاجر، حکیم تھا۔ حضرت مغیرہ بن شعبہ ثقفی عرب کے ذہین ترین آدمی اور بہترین سپہ سالار تھے۔([9])

جنگجوئی کے لحاظ سے:

عرب میں تین قبائل جو ہر وقت لڑائی، دنگا و فساد کے لئے تیار رہتے تھے، ان میں بنی ثقیف بھی شامل تھے۔ ثقیف، قبیلہ ہوازن کی ایک ذیلی شاخ تھی جو مقام و مرتبہ میں ہوازن کے بقیہ تمام قبائل سے بلند تھی اور یہ قبیلے (سلیم و ہوازن، غطفان، اعصر و محارب) "اثافی العرب" یعنی چولہے کے تین پتھر کے نام سے مشہور تھے۔ تین پارے کے چولہے کی یہ تکون اسلام دشمنی میں ایک دوسرے سے مضبوطی سے جڑی ہوئی تھی۔([10])

جنگ فجار میں قریش و کنانہ کے مدمقابل ہوازن اور ثقیف تھے جس میں ثقفی قبیلہ کی قیادت وہب بن معتب اور ان کے بھائی مسعود بن معتب کر رہے تھے۔ مسعود بن معتب ثقفی نے اپنی بیوی سبیعہ بنت عبد شمس العبشمیہ القرشیہ الکنانیہ کے لیے ایک خیمہ (خباء) لگا دیا اور کہا کہ جو قریش کا آدمی اس میں پناہ لے گا، وہ محفوظ رہے گا۔ یہ اس بات کا اظہار تھا کہ مسعود کو قریش کی شکست کا یقین تھا۔ سبیعہ بنت عبد شمس نے خیمہ کو ممکنہ حد تک وسیع کر دیا تاکہ اگر ان کے قبیلے کو شکست ہو تو زیادہ سے زیادہ لوگوں کو پناہ دے سکے۔ اس پر مسعود نے اسے تنبیہ کی کہ وہ اپنے خیمے کی حد سے نہ بڑھے کیونکہ وہ اتنی ہی حد میں پناہ دینے کی اجازت دے گا۔ سبیعہ نے اپنے شوہر کو جواب دیا کہ وہ پختہ یقین رکھتی ہے کہ اگر ہوازن کو شکست ہوئی تو وہ مزید لوگوں کو پناہ دینا چاہے گی۔ جب ہوازن کو شکست کا سامنا کرنا پڑا تو وہ سبیعہ کے خیمے میں پناہ لینے کے لیے دوڑے۔ سبیعہ کے بھتیجے، حرب بن امیہ بن عبد شمس نے ان لوگوں کو پناہ دینے کا اعلان کیا جو اس خیمے کی رسیوں کو پکڑے یا اس کے گرد گھومتے تھے۔ سبیعہ نے اس اعلان کو بلند آواز میں پکارا، اور ہوازن کے افراد کی بڑی تعداد

---

[9]۔ محمد کرم شاہ الازہری، **ضیاء النبی ﷺ** (لاہور: ضیاء القرآن پبلیکیشنز، 1415ھ)، 2:419۔

Muhammad Karam Shah Al-Azhari, Zia-ul-Nabi (Lahore: Zia-ul-Qur'an Publications, 1415 AH), 2:419.

[10]۔ ابو جعفر محمد بن حبیب، **المحبر** (حیدر آباد دکن: دائرۃ المعارف العثمانیۃ، 1361ھ)، 1:234۔

Abu Jaafar Muhammad bin Habib, Al-Muhabar (Hyderabad Deccan: Dairat al-Maarif al-Othmaniya, 1361 AH), 1:234.

خیمے کے گرد جمع ہو گئی۔ اس مقام کو "مدار ہوازن" یا "مدار قیس" کہا جانے لگا کیونکہ ہوازن، قیس عیلان کے قبیلے سے تھے۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ مسعود بن معتب ثقفی نے بھی اپنی بیوی کے خیمے میں پناہ لی۔ اس موقع پر جاہلی دور میں "مدار قیس" بطور مثال اور کہاوت استعمال ہوتا تھا، اور اس دن کو ہوازن اور ثقیف کی شکست کے طور پر یاد کیا جاتا تھا۔ اگلے دن عکاظ کے قریب الحریرۃ کے مقام پر جنگ ہوئی جس میں بنو کنانہ کو شکست کا سامنا کرنا پڑا۔ اس کے بعد دونوں فریقین کے مابین صلح ہو گئی۔ رسول اللہ ﷺ نے فجار کی جنگ میں اپنے قبیلہ قریش کے ساتھ شرکت کی اور آپ ﷺ اپنے چچا اور اہل قبیلہ کو تیر فراہم کرتے تھے۔([11])

عرب تاریخ میں طائف کے قریب "شعب الإنتان" کے مقام پر ہوازن اور بنو ثقیف کے درمیان ایک خونریز جنگ ہوئی تھی، جس میں اتنی زیادہ ہلاکتیں ہوئیں کہ مرنے والوں کی لاشیں گلنے لگیں اور ان سے بدبو پھیل گئی، اسی وجہ سے اس جگہ کا نام "شعب الإنتان" رکھا گیا، جو اس واقعے کی سنگینی اور اس کے اثرات کو بیان کرتا ہے۔ "شعب" عربی زبان میں وادی یا گھاٹی کو کہا جاتا ہے، جبکہ "إنتان" بدبو یا گلنے سڑنے کی حالت کو ظاہر کرتا ہے۔([12])

تہذیبی لحاظ سے:

یاقوت الحموی نے معجم البلدان میں طائف کی شاندار تصویر کشی کی ہے، جس میں اس کی زرخیزی اور خوشحالی کو عرب قبائل میں حسد کا سبب بتایا گیا ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ دوسرے عرب قبائل بنی ثقیف کی زمینوں اور دولت پر رشک کرتے تھے اور انہیں چھیننے کی کوششوں میں لگے رہتے تھے۔ تاہم، انہوں نے اپنی دانشمندی اور تدبر سے ایک مضبوط فصیل تعمیر کی، جس نے انہیں دشمنوں کے حملوں سے محفوظ کر دیا۔ اس فصیل نے نہ صرف ان کی جان و مال کی حفاظت کی، بلکہ ان کے دلوں سے خوف کے سائے بھی دور کر دیئے۔ اس اطمینان اور سکون نے بنی ثقیف کے لوگوں کو تہذیب و ترقی کی راہ پر گامزن ہونے کا موقع فراہم کیا اور وہ علم و ہنر، زراعت اور دستکاری میں ترقی کرتے ہوئے ایک خوشحال اور مہذب معاشرہ بنانے میں کامیاب ہو گئے۔([13])

دیورانت کہتے ہیں کہ تہذیب اس وقت شروع ہوتی ہے جب خوف اور اضطراب ختم ہوتا ہے، کیونکہ جب انسان کو خوف سے آزادی ملتی ہے تو اس کی تخلیق اور اختراع کی صلاحیتیں بیدار ہوتی ہیں۔ اور اسی وقت انسان قدرتی رکاوٹوں کو عبور کرتے ہوئے زندگی کو سمجھنے اور اس کو مزید بہتر بنانے کی کوشش کرتا ہے۔ ثقیف قبیلہ نے بھی تہذیب کی طرف سفر شروع کیا جب اس نے خوف سے نجات

---

[11]۔ محمد بن سعد، **الطبقات الکبریٰ** (بیروت: دار الکتب العلمیہ، 1410ھ)، 1:104۔

Muhammad bin Saad, Al-Taqabat al-Kubra (Beirut: Dar al-Kitab al-Ulamiya, 1410 AH), 1:104.

[12]۔ الحموی، **معجم البلدان**، 1:259۔

Al-Hamwi, Mujam al-Buldan, 1:259.

[13]۔ ایضاً، 4:11۔

Ibid, 4 : 11.

حاصل کی اور طائف کے ارد گرد ایک مضبوط دیوار بنالی۔ طائف کی زرخیز زمین، مستحکم ماحول اور دیگر قبائل سے تحفظ نے اسے ایک اعلیٰ تہذیبی مرکز میں تبدیل کیا۔([14])

دیورانت (Durant) کے مطابق، تہذیب کے قیام میں کئی عوامل کردار ادا کرتے ہیں۔ ان میں جغرافیائی، اقتصادی، ثقافتی، دینی، اخلاقی، نفسیاتی، حیاتیاتی اور تربیتی عوامل شامل ہیں۔

طائف میں جغرافیائی عوامل نے ایک ترقی یافتہ تہذیب کے قیام میں بھرپور تعاون کیا۔ یہاں پانی وافر مقدار میں دستیاب ہے، زمین زرخیز ہے، اور موسم معتدل ہے، بلکہ سردیوں میں ٹھنڈا ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ پانی پہاڑوں کی چوٹیوں پر جم جاتا ہے، جو انسانی سرگرمی کے لیے سازگار ماحول فراہم کرتا ہے۔

اقتصادی عوامل کی بات کی جائے تو طائف میں یہ بھی کافی تعداد میں موجود ہیں۔ شہر میں بڑے بڑے باغات اور وافر زرعی پیداوار ہوتی ہے جو ایک وسیع اقتصادی سرگرمی، زرعی، صنعتی اور تجارتی بنیاد فراہم کرتی ہیں۔

ثقافتی عوامل میں زبان اور لہجہ کی یکسانیت اور شہری طرز زندگی میں یکجہتی موجود ہے۔ **دینی و مذہبی عوامل** میں طائف کے لوگ اپنے بت "لات" کو اپنے قومی تشخص اور شہر کی علامت کے طور پر عزت دیتے ہیں اور اسے اپنا فخر سمجھتے ہیں۔ یہاں تک کہ وہ ہاتھیوں کے حملے کے دوران خانہ کعبہ سے چھٹکارا حاصل کرنے پر بھی راضی تھے، تاکہ لات کا وقار بلند رہے۔

اخلاقی عوامل میں زراعت نے استحکام، تعاون اور امن کو فروغ دیا ہے، جبکہ معتدل موسم اور اقتصادی خوشحالی نے لوگوں کے مزاج میں سکون اور اخلاق میں نرمی پیدا کی ہے۔

جیولوجیکل (ارضیاتی) عوامل میں طائف کو نہ تو زلزلوں کا سامنا ہے، نہ ہی ریت کے طوفانوں کا اور نہ ہی سخت ہواؤں کا، جو تہذیب پر منفی اثرات ڈال سکتی ہیں۔

تربیتی عوامل میں طائف کے لوگ ثقیف قبیلے کے زیر سایہ ایک سیاسی وسماجی وحدت میں پروان چڑھے ہیں۔ انہوں نے قبیلے کی روایات، اخلاق اور سیاسی وسماجی رجحانات کو اپنایا ہے۔([15])

تعمیر و ترقی کے لحاظ سے:

عہد قدیم سے جزیرہ عرب میں طائف واحد شہر تھا جس کے ارد گرد فصیل بنائی گئی تھی۔ یہ فصیل عرب معماروں نے تعمیر نہیں کی بلکہ اس کے معمار ایرانی تھے۔ یہاں کے ایک شخص نے شاہ ایران کی عظیم خدمات سر انجام دی تھیں۔ شاہ فارس نے اس سے پوچھا کہ میں تیری خدمات کے عوض میں تمہیں کیا انعام دوں؟ اس نے کہا اے بادشاہ! آپ مجھے ایک ایسے ماہر انجنیئر اور کاریگر دیں جو

---

[14]۔ دیورانت ول وایریل، **قصہ الحضارۃ** (بیروت: دار الجیل، 1408ھ)، 1:3۔

Dewarant wil Wierel, Qasa al-Hadarat (Beirut: Dar al-Jail, 1408 AH), 1:3.

[15]۔ ایضاً، 1:3۔

Ibid, 1:3.

میرے شہر کے ارد گرد دیوار تعمیر کر دیں تاکہ کوئی دشمن اس پر حملہ نہ کر سکے۔ چنانچہ کسریٰ ایران کے بھیجے ہوئے ماہر کاریگروں نے اپنے انجینیئرز کی نگرانی میں یہ فصیل تعمیر کی۔ شہر کے ارد گرد تعمیر کی گئی فصیل کی وجہ سے اسے طائف کہا جانے لگا۔([16])

سیاحتی و تجارتی لحاظ سے:

طائف شہر کی اہمیت؛ طائف جغرافیائی لحاظ سے یمن، حجاز اور نجد کی طرف جانے والے راستوں کو آپس میں ملاتا تھا، جس کی وجہ سے یہ مختلف قبائل کے درمیان ایک مرکز اور تجارتی روابط کا ایک اہم مقام بن گیا تھا۔ طائف حجاز کے مشہور، مالدار اور سرد علاقوں میں سے ایک ہے۔ اس کی وجہ اس کا منفرد محل وقوع اور اللہ تعالیٰ کی جانب سے عطا کردہ نعمتیں اور برکتیں ہیں۔ یہ مقام مکہ کی اشرافیہ کا گرمائی تفریحی مقام ہے، اس کی وجہ مکہ کا شدید گرم موسم تھا، جو مکہ کے مالدار لوگوں کے لیے ناقابل برداشت تھا، اس لئے وہ طائف کا رخ کرتے تھے، کیونکہ وہاں کا موسم معتدل تھا اور اسی لیے اسے "بستان العرب یعنی عرب کا باغ" کہا جاتا تھا۔([17])

اہل طائف نے اپنی زرخیز زمین کی خصوصیات سے بھرپور فائدہ اٹھایا، یہاں کی زرعی پیداوار میں اناج، انگور، شفتالو، انجیر، انار وغیرہ دوسرے علاقوں کو برآمد کئے جاتے تھے، اسی وجہ سے اسے تجارتی اعتبار سے ممتاز مقام حاصل ہوا۔ اگرچہ طائف نے مکہ کی طرح سیاسی اور مذہبی اہمیت حاصل نہیں کی، لیکن زرعی لحاظ سے اس کا بڑا نام تھا۔ طائف انگور، آڑو اور انار کی کاشت کے لیے مشہور تھا، اور کہا جاتا تھا کہ: "سب سے لذیذ کھانا وہ انگور ہیں جو ثقیف کی وادی طائف میں خزاں کے موسم میں تیار ہوں۔"([18]) طائف کی زراعت منظم اور ترقی یافتہ تھی، جس کا اندازہ اس بات سے ہوتا ہے کہ وہاں ستر ڈیم بنائے گئے تھے جو پانی ذخیرہ کرنے اور زرعی پیداوار میں مددگار ثابت ہوتے تھے۔ طائف کے آس پاس کے علاقوں میں صرف اسی جگہ پانی اور درخت پائے جاتے تھے، جو اس علاقے کی زرعی ترقی میں مددگار ثابت ہوئے اور اس نے دیگر قریبی علاقوں کو زرعی اجناس اور دوسری ضروریات فراہم کیں، خصوصاً مکہ کو پھل اور دیگر اجناس فراہم کرتا تھا، اور حجاز کے دیگر شہروں کو گندم، لکڑی اور شراب مہیا کرتا تھا۔ طائف اپنی زرعی اہمیت کے علاوہ ایک نیم صنعتی علاقہ بھی تھا، جہاں کی مقامی صنعتیں اپنے لوگوں کی ضروریات پوری کرتی تھیں اور اضافی پیداوار کو برآمد بھی کیا جاتا تھا۔ اس نے مکہ اور دیگر علاقوں کے ساتھ مضبوط تجارتی تعلقات قائم کیے۔ طائف شہد کی پیداوار کے لیے بھی مشہور تھا اور اس کے بہترین انگوروں سے شراب تیار کی جاتی تھی۔ طائف کی سب سے مشہور صنعت چمڑے کی دباغت (چمڑے کی صفائی اور تیاری) تھی، جس کے بارے میں کہا جاتا تھا

---

[16]۔ جیورجیو، **نظرۃ جدیدۃ**، 145۔

Giorgio, Nazarat Jadida, 145.

[17]۔ نظیر احسان سعداوی، **الدولیہ العربیہ الاسلامیہ** (قاہرہ: دار النہضہ العربیہ، 1968ء)، 3۔

Nazir Ehsan Saadawi, Al-Dawliyyah Al-Arabiyyah (Cairo: Dar al-Nahdah Al-Arabiyyah, 1968), 3.

[18]۔ ابو بکر احمد بن محمد الہدانی، **مختصر کتاب البلدان** (لیدن: مطبعہ بریل، 1302ھ)، 136۔

Abu Bakr Ahmad bin Muhammad Al-Hamdani, The Short Book of Al-Buldan (Leiden: Muttaba Briel, 1302 AH), 136.

کہ اس کی بدبو شہر کے ماحول کو متاثر کرتی تھی، لیکن اہل طائف نے اس بات کا خاص خیال رکھا کہ دباغت کے فضلات اور پانی کو وادی وج کی طرف بہادیا جائے تاکہ یہ رہائشی علاقوں کو متاثر نہ کرے۔ اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ دباغت کا عمل مخصوص علاقوں میں ہوتا تھا اور اس پر کچھ لوگ نگرانی کرتے تھے۔ طائف کی چمڑے کی صنعت اتنی کامیاب تھی کہ حجاز کی تمام چمڑے کی مصنوعات کا منبع طائف تھا۔ طائف کے لوگ دبابے اور منجنیق بنانے کی صنعت میں بھی مہارت رکھتے تھے، جس سے انہوں نے اپنے شہر کو جنگی تحفظ بھی فراہم کیا اور اپنے فنون میں ایک نیا اضافہ کیا۔([19])

وج کی وجہ تسمیہ:

طائف کا پرانا نام وج تھا۔ وج کا نام عمالقہ قبیلے کے "وج بن عبد الحیٔ" کے نام پر رکھا گیا تھا جو کہ یہاں آباد ہونے والا پہلا شخص تھا۔ وج دو پہاڑوں ریدۃ اور رتوق کے درمیان واقع ہے۔ مکتوب نبویؐ کے مطابق بنی ثقیف سب لوگوں سے زیادہ "وج" کے حقدار ہیں۔ سیدنا عثمانؓ بن مظعون کی زوجہ حضرت خولہ بنت حکیمؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "وادی وج (جو کہ طائف ہے) وہ آخری جگہ تھی جہاں اللہ تعالیٰ نے مشرکوں پر کوئی سخت آزمائش یا عذاب ڈالا تھا۔" کیونکہ رسول اللہ ﷺ کے آخری غزوات حنین اور طائف تھے اور حنین طائف کی وادی کا نام ہے۔ بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ وج ایک مقدس مقام ہے اور یہاں سے اللہ نے زمین و آسمان کی تخلیق کے بعد السماء کی طرف عروج کیا۔([20])

طائف کے لغوی معانی اور وجہ تسمیہ:

☆ بقول ابن منظور لفظ طائف کا لغوی معنی ہے: رات کے وقت چوکیداری میں پھرنا یعنی کسی چیز کے گرد گھومنا یا طواف کرنا۔([21])

☆ احمد بن یحیٰی البلاذری فتوح البلدان میں لکھتے ہیں کہ طائف کو پہلے "وج" کہتے تھے۔ جب اس کو مستحکم کر دیا گیا اور اس کے گرد شہر پناہ کے طور پر چار دیواری بنادی گئی تو اس کو طائف کہا جانے لگا۔([22])

---

[19]۔ الحموی، **معجم البلدان**، 4:9۔

Al-Hamwi, Mujam al-Buldan, 4:9.

[20]۔ عبد اللہ بن عبد العزیز البکری، **معجم ما استعجم من اسماء البلاد والمواضع** (بیروت: عالم الکتب، 1403ھ)، 4:1369۔

Abdullah bin Abdul Aziz al-Bakri, Mujam ma isteajam min Asma al-Balaad al-Mawwaz (Beirut: Alam al-Kitab, 1403 AH), 4:1369.

[21]۔ محمد بن مکرم ابن منظور، **لسان العرب** (بیروت: دار صادر، 1414ھ)، 2:627۔

Muhammad bin Makram bin Manzoor, The Language of the Arabs (Beirut: Dar Sadir, 1414 AH), 2:627.

[22]۔ احمد بن یحیٰی البلاذری، **فتوح البلدان** (بیروت: دار و مکتبہ الہلال، 1988ء)، 1:87۔

Ahmad bin Yahya al-Balaziri, Fatuh al-Buldan (Beirut: Dar wa Maktaba al-Hilal, 1988), 1:87.

☆ معجم البلدان میں ابو منصور نے کہا کہ طائف کا مطلب "رات میں گشت کرنے والا" ہے اور جو طائف وادی میں واقع ہے اسے اس کے ارد گرد کے بنے ہوئے حصار کی وجہ سے طائف کہا جاتا ہے۔([23])

شہر کا نام طائف رکھے جانے سے متعلق مختلف روایات:

امام السہیلی اس شہر کا نام طائف پڑنے کا سبب بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ قرآن مجید کی سورۃ "ن" میں اللہ عزوجل نے جس باغ کا ذکر فرمایا ہے۔ حضرت جبرائیل امینؑ نے اس باغ کو وہاں سے اکھیڑا تو باغ ایسے ہو گیا جیسے رات ہوتی ہے اور اس کی جگہ صبح کو اسی طرح رہی، پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام اس باغ کو مکہ لے آئے اور خانہ کعبہ کا طواف کروایا، پھر اس کو وہاں رکھا، جہاں آج طائف کا شہر آباد ہے تو اس کا نام باغ کو بیت اللہ کے گرد گھمانے اور چکر لگانے کی وجہ سے طائف رکھ دیا گیا۔ یہی وجہ ہے کہ طائف میں ایسا پانی اور درخت ہیں جو ارد گرد کے علاقہ میں نہیں۔ اس باغ والوں کا واقعہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دور سے تھوڑا عرصہ بعد ہوا۔ امام عبد الرحمٰن السہیلی ایک اور مقام پر اس شہر کا نام طائف رکھے جانے کی وجہ بیان کرتے ہیں کہ دمون بن صدف نے اپنی قوم کا ایک آدمی قتل کر دیا۔ اس کا تعلق حضر موت سے تھا۔ اس وقوعہ کے بعد دمون خاندان بنو ثقیف کے پاس چلا گیا اور انہیں کے درمیان رہنے لگا۔ اس نے خاندان بنو ثقیف سے کہا کہ کیا میں تمہارے شہر کے گرد ایسی دیوار نہ بناؤں جو تمہارے پورے شہر کو چاروں طرف سے گھیرے ہوئے ہو۔ اس نے شہر کے چاروں طرف دیوار بنائی۔ اسی وجہ سے اس شہر کا نام طائف پڑ گیا۔([24])

الحموی معجم البلدان میں لکھتے ہیں کہ: حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ طائف کو یہ نام اس لیے دیا گیا کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی اولاد (حضرت اسماعیل علیہ السلام اور ان کی والدہ حضرت ہاجرہ علیہا السلام) کو مکہ میں آباد کیا اور اللہ سے دعا کی کہ مکہ کے باشندوں کو پھلوں سے رزق عطا فرمائے، تو اللہ تعالیٰ نے زمین کے ایک ٹکڑے کو حکم دیا کہ وہ اپنے درختوں سمیت مکہ سے چل کر طائف کی موجودہ جگہ پر جا کر ٹھہر جائے۔ چنانچہ وہ زمین کا ٹکڑا چل کر آیا اور کعبہ کا طواف کیا، پھر اللہ تعالیٰ نے اسے طائف میں ٹھہرا دیا۔ کعبہ کے گرد طواف کرنے کی وجہ سے اس جگہ کا نام "طائف" رکھا گیا۔([25]) یہ روایت طائف کی اہمیت اور اس کا مکہ سے تعلق کو بھی اجاگر کرتی ہے۔

بنو ثقیف اور طائف:

---

[23]۔ الحموی، **معجم البلدان**، 4:9۔

Al-Hamwi, Mujam al-Buldan, 4:9.

[24]۔ عبد الرحمٰن بن عبد اللہ السہیلی، **الروض الانف فی شرح السیرۃ النبویۃ** (بیروت: دار احیاء التراث العربی، 1412ھ)، 4:384۔

Abd al-Rahman bin Abd Allah al-Sahili, al-Rawd al-Anaf fi Sharh al-Sirat al-Nabiyyah (Beirut: Dar Ihya al-Tarath al-Arabi, 1412 AH), 4:384.

[25]۔ الحموی، **معجم البلدان**، 4:9۔

Al-Hamwi, Mujam al-Buldan, 4:9.

بنو ثقیف کا طائف سے تعلق اتنا مضبوط ہے کہ بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ جب بنو ثقیف کا ذکر کیا جاتا ہے تو اس سے مراد طائف ہوتا ہے، اور طائف کا ذکر ہو تو اس سے بنی ثقیف مراد لیا جاتا ہے۔ تاریخی حوالوں کے مطابق، طائف کے قدیم ترین باشندے عمالیق کہلاتے تھے، جو عملیق بن لاوذ بن سام بن حضرت نوح علیہ السلام کی نسل سے تھے۔ وہ "عرب عاربہ" کہلائے جاتے تھے، یعنی اصل عرب۔ ان کا لسانی تعلق عربی زبان سے تھا اور ان کا لہجہ لسان مضری کہلاتا تھا جو کہ قدیم عربوں کی زبان تھی۔([26]) بنو ثقیف کو قبائل عرب المستعربہ یعنی عرب عدنانیہ میں شمار کیا جاتا ہے۔([27]) وادی وج میں پہلے عمالقہ قوم آباد ہوئی، اس کے بعد ثمود کی قوم نے رہائش اختیار کی اور پھر بنو عامر بن الضرب العدوانی یہاں آئے۔ عامر بن الضرب العدوانی نے اپنی بیٹی زینب کی شادی قسی (ثقیف) بن منبہ سے کی، جس سے دو بیٹے جشم اور عوف پیدا ہوئے۔ عامر بن الضرب کی موت کے بعد زینب کا انتقال ہو گیا، تو قسی نے زینب کی بہن عمرۃ سے شادی کی، جو پہلے صعصعہ بن معاویہ بن بکر بن ہوازن کی بیوی تھیں اور ان سے عامر بن صعصعہ پیدا ہوا، یعنی قسی (ثقیف)، عامر بن صعصعہ کا سوتیلا باپ تھا۔ طائف اس کے بعد قسی کی اولاد، یعنی ثقیف اور عامر بن صعصعہ کی اولاد کے درمیان تقسیم ہو گیا۔ ثقیف اور بنو عامر کے درمیان تعلقات مزید مضبوط ہو گئے اور انہوں نے اپنی ذمہ داریاں تقسیم کر لیں؛ بنو عامر نے اونٹ اور بھیڑ بکریاں پالنے کی طرف رجحان کیا، جبکہ ثقیف نے زراعت کا کام سنبھالا اور وہ بنو عامر کو زرعی پیداوار کا نصف حصہ دیتے تھے۔ یہ اس بات کا اشارہ ہے کہ طائف کی زمین اصل میں بنو عامر کی ملکیت تھی اور ثقفیوں نے بطور مزارع کے کاشتکاری کی۔ وقت گذرنے کے ساتھ ثقیف مالی طور پر خوشحال ہو گئے اور اس کا نام عرب قبائل میں نمایاں ہونے لگا، جس کی وجہ سے دوسرے عرب قبائل ان سے حسد کرنے لگے اور ان کی زمین پر قبضہ کرنے کی خواہش کرنے لگے۔ مختلف قبائل سے لڑائیاں ہوئیں۔ اس صورت حال میں ثقفیوں نے اپنے رشتہ داروں، بنو عامر، سے مدد کی درخواست کی، لیکن بنو عامر مدد کے لئے نہیں آئے تو بنو ثقیف نے اپنی حفاظت کے لیے خود ہی ایک مضبوط دیوار (حصار) تعمیر کی، جسے انہوں نے "طائف" کہا۔ انہوں نے شہر کے ارد گرد بنائی گئی فصیل میں دو دروازے رکھے: ایک دروازہ بنو یسار کے لئے اور دوسرا بنو عوف کے لئے۔ انہوں نے بنو یسار کے دروازے کا نام "صعب" اور بنو عوف کے دروازے کا نام "ساحر" رکھا۔([28])

جب بنو عامر حسب معمول زرعی پیداوار کا حصہ لینے کے لئے آئے تو ثقفیوں نے حصہ دینے سے انکار کر دیا۔ اس پر دونوں قبائل کے درمیان جنگیں ہوئیں، جن میں ثقفیوں کو فتح حاصل ہوئی اور وہ طائف پر مکمل طور پر قابض ہو گئے۔ اسی بارے میں مشہور شاعر ابو طالب بن عبد المطلب ہاشمی نے کہا: "ہم نے اپنی زمین کو ہر قوم سے بچایا، جیسے ثقیف نے اپنے طائف میں اپنی زمین کو بچایا۔ ایک

---

[26]۔ ڈاکٹر جواد علی، **المفصل تاریخ العرب قبل الاسلام** (بیروت: دار الساقی، 1410ھ)، 1:364۔

Dr. Jawad Ali, Al-Musafal Tarikh al-Arab Qib al-Islam (Beirut: Dar al-Saqi, 1410 AH), 1:364.

[27]۔ محمد بن جریر الطبری، **تاریخ الرسل والملوک** (القاہرہ: دار المعارف، 1387ھ)، 2:191۔

Muhammad bin Jarir al-Tabari, Tarikh al-Rasul wal-Muluk (Cairo: Dar al-Ma'rif, 1387 AH), 2:191.

[28]۔ الحموی، **معجم البلدان**، 4:10۔

Al-Hamwi, Mujam al-Buldan, 4:10.

گروہ ان سے زمین چھیننے آیا، لیکن ان کی تلواروں نے اسے روک دیا۔" یہاں تک کہ مروانی بادشاہ سلیمان بن عبد الملک جب طائف سے گزرا اور اس کے انگوروں کو دیکھا تو اس نے اہل طائف سے حسد کرتے ہوئے کہا: "اللہ کی قسم، قسی (ثقیف) نے اپنے بچوں کے لئے کتنی اچھی جگہ ٹھکانہ بنایا۔" اس سے ہماری یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ طائف ابتدائی طور پر ثقیفیوں کی زمین نہیں تھی بلکہ ان سے پہلے مختلف قبائل یہاں آباد تھے۔ ثقیفیوں نے عدوانیوں کو نکال کر یہاں سکونت اختیار کی، جس کے بعد طائف کی سرزمین مستقل طور پر بنی ثقیف کی ملکیت میں آگئی۔([29])

بنی ثقیف و ہوازن:

بنی ثقیف قبیلہ ہوازن کی ایک شاخ ہے جو طائف میں آباد ہوئے، جبکہ ہوازن (بنی عامر) طائف کی زمینوں کے مالک ہونے کے باوجود خانہ بدوش تھے، مویشی پالنے کا کام کرتے تھے۔ بنی ثقیف نے زرخیز زمینوں اور پھلوں سے بھرپور علاقے میں آسودہ زندگی گزاری، جبکہ ہوازن قبائل ایسے صحرا میں رہتے تھے جہاں نہ کھیتی تھی نہ پھل۔ ثقیف ایک مضبوط فصیل والے شہر میں محفوظ تھے جو حملہ آوروں کے لیے ناقابل تسخیر تھا، جبکہ بنی ہوازن کھلے صحرا میں رہتے تھے اور صرف اپنی تلواروں پر انحصار کرتے تھے۔ البکری کے مطابق ،ہوازن (بنی عامر) پھلوں کی کثرت، سرسبز و شاداب اور سرد مقام ہونے کی وجہ سے اپنی گرمیاں طائف میں گزارتے تھے اور مویشی پالنے کے لئے سردیاں چراگاہوں اور گھاس کی کثرت اور کشادہ زمین ہونے کے سبب نجد میں گزارتے تھے۔([30])

اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ قدیم عرب میں لوگ موسم کے مطابق اپنی رہائش گاہیں بدلتے رہتے تھے اور وہاں کی آب و ہوا اور وسائل کی دستیابی ان کے فیصلوں کو متاثر کرتی تھی۔ طائف کی زرخیز زمین، معتدل موسم اور ثقفی شعراء کی شاعری بھی بہت اہمیت رکھتی تھی، ان کی شاعری میں ایک قدرتی اور مضبوط شاعرانہ صلاحیت کا اظہار ہوتا تھا، اس کے علاوہ کاشتکاری و باغبانی، جانور پالنے، دستکاری اور چمڑے کی صنعتوں اور سامان کی تجارت میں ان کی فعال موجودگی نیز عکاظ سمیت مختلف بازاروں اور میلوں میں شرکت اس کی معاشی صورتحال کا ایک منہ بولتا ثبوت تھا۔ جہالت کے ہنگامہ خیز دور کے دوران جنگوں، وقائع و ایام میں شمولیت ان کے لئے معمولی کام تھا ۔لات بت کے متولی اور حج کی رسومات سے متعلق ایک طویل تاریخ رکھنے کی وجہ سے یہ خاندان بہت مشہور تھا۔

قبیلہ ثقیف کا نسب نامہ: ان کے نسب کے بارے میں مختلف روایات ہیں:

پہلی روایت: ثقیف قبیلہ قیس سے ہے اور قیس وہ ہیں جو قیس بن الناس (المعروف عیلان) بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان کی نسل سے ہیں۔ اور عدنان کا نسب حضرت اسماعیل بن ابراہیم علیہ السلام سے ملتا ہے۔ قیس کو عیلان بھی کہا جاتا ہے، اور بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ قیس کو ہی "عیلان" کا لقب دیا گیا تھا، اس لئے اسے قیس عیلان کہا جاتا ہے۔ قیس ایک نیک شخص تھے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام

---

[29]۔ ایضاً

Ibid.

[30]۔ البکری، **معجم ما استعجم**، 1:77۔

Al-Bakri, Al-Mujam Ma-Istijm, 1:77.

کے دین پر قائم تھے، جیسا کہ حدیث میں ذکر ہے۔ امام طبرانی نے غالب بن عبد اللہ بن ابجر سے روایت کیا ہے کہ قیس کا ذکر نبی کریم ﷺ کے سامنے کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: "اللہ قیس پر رحم فرمائے۔ پوچھا گیا: یارسول اللہ ﷺ! کیا آپؐ قیس پر رحم کی دعا فرما رہے ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں، وہ ہمارے والد حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے دین پر تھے۔" [31]

ثقیف لقب ہے قسی بن منبہ بن بکر بن ہوازن کا، اور ہوازن وہ ہیں جو ہوازن بن منصور بن عکرمہ بن خصفہ بن قیس عیلان بن الناس بن مضر کی نسل سے ہیں۔ اس روایت کے مطابق، ثقیف ہوازن کی ایک فرع (شاخ) ہے، جس کا نسب قیس عیلان سے ملتا ہے، جو مضر کی نسل میں سے ہیں اور ان کا نسب عدنان سے جاملتا ہے، جو حضرت اسماعیل بن ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں۔ [32]

دوسری روایت: اس روایت کے مطابق ثقیف کا تعلق ایاد بن نزار سے ہے، اور یہ مضر بن نزار کے اولاد میں سے نہیں ہیں۔ ان کے نسب میں قسی (ثقیف) بن منبہ بن النبیت بن منصور بن یقدم بن أفصی بن دعمی بن إیاد بن نزار بن معد بن عدنان شامل ہیں۔ جب مسلمانوں نے عراق فتح کیا تو حضرت مغیرہ بن شعبہ ثقفیؓ کو عراق کا والی بنایا گیا۔ وہ ہند بنت نعمان سے اپنے نسب کے بارے میں پوچھنے کے لئے گئے، اس نے کہا کہ میرے والد کے فیصلے کے مطابق ثقیف، ایاد بن نزار کی اولاد ہیں، اس پر مغیرہؓ نے کہا: "ہم تو بکر بن ہوازن سے ہیں، تمہارا والد جو چاہے کہے۔" اس روایت میں ثقیف کو قیس اور مضر سے خارج کیا گیا ہے۔ [33]

تیسری روایت: اس روایت کے مطابق ثقیف کا نسب ابورغال سے جاملتا ہے۔ ابورغال کا تعلق ایک ایسی قوم سے تھا جو ثمود سے بچ نکلنے والوں میں سے تھے۔ ثقیف نے بعد میں قیس کی نسل میں شامل ہونے کا دعویٰ کیا۔ ابورغال کی ضلالت اور خیانت پر سب کا اتفاق ہے، اور عرب اس کی قبر پر پتھر مارا کرتے تھے اس کی بد عملی اور خیانت کی وجہ سے۔ بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ ثقیف، ابورغال کا غلام تھا، اور وہ ثقیف کی عزت کو گھٹانے کے لیے یہ بات کرتے ہیں تاکہ اسے ابورغال کے غلاموں کی نسل سے قرار دیں۔ تیسری روایت کو قرآن مجید کی سورۃ النجم کی آیت کے ذریعے رد کیا گیا ہے: جہاں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ: "ثمود کو مکمل طور پر ہلاک کر دیا گیا اور ان میں سے کوئی کافر نہ بچا۔" [34]

---

[31]۔ سلیمان بن احمد الطبرانی، **المعجم الاوسط** (القاہرہ: دار الحرمین، 1415ھ)، 8:77۔

Sulaiman ibn Ahmad al-Tabarani, Al-Mu'jam al-Awsat (Cairo: Dar al-Haramain, 1415 AH), 8:7.

[32]۔ احمد الجدع، **تاریخ ثقیف وانسابھا** (عمان: دار الضیاء للنشر، 1427ھ)، 9۔

Ahmad Al-Jadaa, History of Thaqif and Ansabha (Oman: Dar Al-Ziya Lalanshar, 1427 AH), 9.

[33]۔ الجدع، **تاریخ ثقیف**، 10۔

Al-Jada, Tarikh Thaqif, 10.

[34]۔ القرآن: 51:53

AlQuran: 51:53

اس طرح قرآن سے ثابت ہوتا ہے کہ ابو رغال یا ثمود کی نسل کا سلسلہ تو آگے چلا ہی نہیں۔ یہ روایت ان لوگوں نے پھیلائی تھی جو حجاج بن یوسف ثقفی سے نفرت کرتے تھے، جو بنی امیہ کی طرف سے عراق کا والی تھا اور اس کی طرف سے ان پر سختیاں بھی کی جاتی تھیں۔ حقیقت میں ثقیف قبیلہ ہوازن سے تعلق رکھتا ہے اور ہوازن قیس کے مضری اور عدنانی ہیں۔ شاعر امیہ بن ابی الصلت ثقفی نے اپنے کچھ اشعار میں ثقیف قبیلے کو نزار سے منسوب کیا ہے۔([35])

ابن قتیبہ کے مطابق، منبہ بن ہوازن بن منصور بن عکرمہ بن خصفہ بن قیس بن عیلان کی نسل سے "قسی" پیدا ہوا، جو ثقیف کہلایا۔ ثقیف کے دو بیٹے تھے: جشم اور عوف، جشم کے بیٹے حطیط نے دو بیٹوں، مالک اور غاضرہ کو جنم دیا۔ عوف کو الأحلاف کا جد مانا جاتا ہے، جبکہ مالک بن حطیط، بنی مالک کا جد ہے۔ بنی مالک کے نمایاں بطون میں دو معروف ہیں: بنو السائب بن الأقرع اور بنو الحارث بن مالک، جنہیں "الأثرون" بھی کہا جاتا ہے۔ بعض تاریخی روایات کے مطابق، عمرو بن قیس بن عیلان کے دو بیٹے تھے: "فھم اور عدوان" کہا جاتا ہے کہ بنی عدوان ہی نے ثقیف کو طائف میں آباد کیا۔([36])

ڈاکٹر جواد علی ثقیف کو ثمود یا ابو رغال سے منسوب کرنے والی روایات پر تبصرہ کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ان میں سے زیادہ تر روایات اسلام کے دور میں ایجاد کی گئیں اور ان کا مقصد حجاج بن یوسف ثقفی سے نفرت کا اظہار تھا، جو اپنی سختی اور شدت کی وجہ سے معروف تھے۔ روایات میں ثقیف کو ابو رغال کا غلام اور ثمود کے بچ جانے والے افراد میں سے قرار دیا گیا، جبکہ ابو رغال خود بھی ایک جاسوس اور خائن تصور کیا جاتا ہے جس نے ابرہہ کو مکہ کا راستہ بتایا تھا۔ اس طرح، ثقیف کو ایک ایسی قوم سے جوڑا گیا جسے اسلامی ذرائع میں منحرف اور کافر کے طور پر دکھایا گیا ہے۔([37])

ثقیف لقب کا ماخذ "ثقافة" ہے، جس کا مطلب مہارت اور فن میں کمال حاصل کرنا ہے۔ اگرچہ "ثقافة" کا استعمال خاص طور پر تیر، تلوار اور جنگی ساز و سامان کے لئے ہوتا ہے۔ یہ قبیلہ جنگجو قبیلوں میں سے تھا، سخت مزاج، بہت سی جنگوں میں فاتح اور عرب کے قبائل میں قابل احترام اور باعث خوف و دبدبہ۔ بنو ثقیف اپنی جنگی صلاحیت، بہادری اور مہارت کے لیے معروف تھا، اور ان کا نام بھی انہی صفات سے متاثر ہو کر رکھا گیا تھا۔ عربوں میں نام رکھنے کا رواج اس طرح کا تھا کہ ناموں میں مضبوطی اور سختی کا عنصر موجود ہو تا کہ وہ ان کی شخصیت کی عکاسی کرے اور دشمنوں میں خوف پیدا کرے۔ شاید بنی ثقیف کے جد کا نام "قسی" رکھا گیا، جو کہ "قوس" کی جمع ہے۔

---

[35]۔ جواد علی، **تاریخ العرب**، 1:396۔

Jawad Ali, Tarikh al-Arab, 1:396.

[36]۔ عبداللہ بن مسلم ابن قتیبہ، **المعارف** (القاہرہ: العامۃ الکتاب، 1992ء)، 47۔

Abdullah Ibn Muslim Ibn Qutiba, Al-Ma'arif (Cairo: Al-Aamat al-Kitab, 1992), 47.

[37]۔ جواد علی، **تاریخ العرب**، 4:148۔

Jawad Ali, Tarikh al-Arab, 4:148.

قوس وہ چیز ہے جس سے تیر چلائے جاتے ہیں اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: خبردار، اصل قوت یا طاقت تیر اندازی ہے۔ "قسی" کا لفظ قسوت، سختی اور مضبوطی سے ماخوذ ہے اور ثقیف کا مطلب ہے: ذہین، ماہر، اسلحہ بنانے اور استعمال کرنے میں مہارت رکھنے والا۔ [38]

طائف کی وادیاں اور دیہات:

طائف ایک قدیم اور تاریخی شہر ہے، اس کے گرد و نواح میں خوبصورت وادیاں اور دیہات ہیں، جہاں عرب کے اہم قبائل آباد ہیں۔ چند اہم وادیوں اور دیہات کے نام درج ذیل ہیں:

وادی برد: طائف میں ایک وادی ہے جسے "برد" کہتے ہیں، جہاں مشہور عباسی خلیفہ ہارون الرشید کی زوجہ ملکہ زبیدہ کے دو بڑے باغات ہیں جنہیں "وج" کہا جاتا تھا۔

وادی لیہ (آلیۃ): طائف کے مشرق میں ایک وادی ہے جسے "لیہ" کہا جاتا ہے۔ مورخین کے مطابق، اس کا بالائی حصہ قبیلہ ثقیف اور نچلا حصہ ہوازن کے قبیلہ بنی نصر بن معاویہ کے زیر قبضہ تھا۔ [39]

وادی جفن: طائف کے جنوب میں ایک وادی "جفن" ہے، جو قبیلہ ثقیف کی ملکیت ہے اور یہ طائف اور "معدن البرام (معدنی علاقہ)" کے درمیان واقع ہے۔ معدن البرام میں قبیلہ قریش اور ثقیف کے لوگ آباد ہیں۔

الشدیق: طائف کے علاقوں میں ایک علاقہ "وادی الشدیق" بھی ہے۔ [40]

نخب: ایک وادی نخب بھی ہے جو طائف سے ایک گھنٹے کی مسافت پر ہے۔

وادی مشریق: طائف کے جنوب میں وادی "مشریق" ہے، یہ وادی قبیلہ قریش کی شاخ بنی امیہ کے لیے مخصوص ہے۔

جلذان: وادی "جلذان" جو نجد کی طرف طائف کے مشرق میں واقع ہے اور یہاں بنو ہلال آباد ہیں۔

سلامہ: "حائط ام المقتدر" یعنی عباسی خلیفہ المقتدر باللہ کی والدہ کا باغ، جسے **سلامہ** کہا جاتا تھا، طائف کے جنوب میں واقع تھا۔ [41]

وادی نعمان الاراک: طائف اور عرفات کے درمیان واقع ہے، مکہ تک پہنچنے کے لیے طائف کا مختصر راستہ فراہم کرتی ہے۔ یہ مختصر راستہ طائف سے مکہ کی طرف سفر کرنے والوں لوگوں کے لیے مفید ہے، دوسری طرف، مرکزی شاہراہ، قرن

38۔ الجدع، **تاریخ ثقیف**، 11۔

.Al-Jada, Tarikh Thaqif, 11

39۔ الھمدانی، **صفۃ جزیرۃ العرب**، 233۔

Al-Hamdani, Sifa Jazeera Al-Arab, 233.

40۔ الحموی، **معجم البلدان**، 3:329۔

Al-Hamwi, Mujam al-Buldan, 3:329.

41۔ ایضاً، 5:293۔

Ibid, 5:293.

المحرم سے ہو کر گزرتی ہے۔ قرن المحرم ایک تاریخی مقام ہے جو کہ مکہ مکرمہ کے راستے میں واقع ہے۔([42])

الہدیٰ: ایک پہاڑ ہے جو طائف میں مکہ کی طرف جانے والی شاہراہ پر واقع ہے اور اس علاقے میں طائف کے لوگ شام کو تفریح کے لیے آتے ہیں۔ یہاں بندر بھی بڑی تعداد میں پائے جاتے ہیں۔ اس علاقے کے معتدل موسم کی وجہ سے یہاں انجیر، انار، بادام اور سفر جل بکثرت پائے جاتے ہیں۔ یہ وادی شدیق اور سراۃ کے درمیان واقع ہے۔

جلدان: لیہ اور بسل کے درمیان ایک بستی ہے، جسے جلدان کہا جاتا ہے، یہاں بنو نصر آباد ہیں۔

تبعہ: مجلدان میں ایک سیاہ چٹان ہے، جسے "تبعہ" کہا جاتا ہے۔ وہاں پہاڑی راستے ہیں، ہر راستے کی مسافت ایک گھنٹے کے برابر ہے۔ یہاں پرانی تلواریں اور موتی پائے جاتے تھے۔ لوگوں کا خیال ہے کہ یہاں قوم عاد کی قبریں ہیں، چنانچہ اس پہاڑ کی بڑی تعظیم کی جاتی تھی۔

الفتق: الهدہ پہاڑ کے قریب ایک گاؤں ہے جس کا نام "الفتق" ہے، یہاں بھی بنی نصر آباد ہیں۔([43])

الوہط: طائف کے مشرق میں ایک بستی "الوہط" ہے، جو وج سے تین میل کے فاصلے پر ہے، یہ عمرو بن العاص کی ملکیت تھی اور ان کی اولاد یہیں آباد ہے۔

عرج: طائف میں ایک بستی "عرج" ہے، جو مدینہ منورہ سے 78 میل کی دوری پر واقع ہے۔ اس دیہات کا نام شاعر عبد اللہ بن عمر بن عبد اللہ المعروف "عرجی" کے نام پر ہے۔ یہ حضرت عثمان غنیؓ کی اولاد میں سے تھے۔

وادی لقیم: طائف کی ایک زرخیز وادی "وادی لقیم" ہے، جس میں بے شمار زرعی زمینیں اور گاؤں آباد ہیں۔

عکاظ: عربوں کا مشہور میلہ ہے بلکہ یہ ان کے بزرگ ترین میلوں اور بازاروں میں سے تھا اور یہ نخلہ اور طائف کے درمیان وادی میں ایک نخلستان ہے، مگر نسبتاً طائف کے زیادہ قریب ہے۔ طائف اور اس کے درمیان دس میل کا فاصلہ ہے۔([44])

طائف شہر کی تاریخ جاہلیت کے زمانے تک جا پہنچتی ہے۔ یہ شہر زرعی زمینوں، پھلوں اور صنعتی لحاظ سے اہم تھا، خاص طور پر دباغت (چمڑے کو رنگنے کا عمل) کے لیے مشہور تھا۔ "اہب الطائفیہ المعروکہ" ایک خاص قسم کا چمڑا تھا جسے طائف میں تیار کیا جاتا تھا، اس کی وجہ شہرت یہ صنعت بھی تھی۔ تاریخی اہمیت کا حامل یہ شہر نہ صرف جغرافیائی طور پر بلکہ قبائلی و تمدنی لحاظ سے بھی نمایاں ہے۔ یہاں مختلف

---

[42]۔ الھمدانی، **صفۃ جزیرۃ العرب**، 233۔

Al-Hamdani, Sifa Jazeera Al-Arab, 233.

[43]۔ السید محمود شکری الآلوسی، **بلوغ الارب فی معرفۃ احوال العرب** (قاہرہ: دار الکتاب المصری، 2009ء)، 1:119۔

Al-Sayyid Mahmud Shukri Al-Alousi, Balogh al-Arab fi Ma'rifat Akhwal al-Arab (Cairo: Dar al-Kitab al-Masri, 2009), 1:119.

[44]۔ الآلوسی، **بلوغ الارب**، 1:119۔

Al-Alusi, Balugh Al-Arb, 1:119

قبائل کے ٹھکانے اور زرخیز زمینیں ہیں، جو اس کی معاشی و سماجی اہمیت کو ظاہر کرتی ہیں۔ بنو ثقیف، بنو قریش، بنو نصر، بنو امیہ اور بنو ہلال جیسے قبیلے یہاں آباد تھے، جو اپنی منفرد ثقافت اور تمدن کے لیے مشہور ہیں۔

بنو ثقیف و قریش کے درمیان مماثلت:

بنو ثقیف اور قریش دو ایسے قبائل ہیں جو بہت سی باتوں میں ایک دوسرے سے مشابہت رکھتے ہیں۔ چند نکات درج ذیل ہیں:

- دونوں ہی شہروں میں رہنے والے قبائل ہیں، یعنی کہ وہ قدیم زمانے کی اصطلاح میں "اہل مدر" (مدنی لوگ) کہلاتے تھے، جو کہ خیموں میں رہنے والوں یعنی بدوؤں یا "اہلِ وبر" سے مختلف ہوتے تھے۔ بنو قریش مکہ میں اور بنو ثقیف کا مسکن طائف تھا۔ مکہ اور طائف ایک دوسرے کے ہمسایہ شہر تھے۔ قریش کی معیشت کا دارومدار تجارت پر تھا جبکہ بنی ثقیف کی معیشت زیادہ تر زراعت اور صنعت پر مبنی تھی، جب ثقیف کے لوگ تجارت کا ارادہ کرتے تو وہ مکہ کے تجارتی قافلوں کے ساتھ شامل ہو جاتے تھے۔
- بنو قریش، قبیلہ کنانہ کی ایک شاخ تھی اور باقی تمام بطون کنانہ سے اعلیٰ مقام رکھتی تھی۔ اسی طرح، بنو ثقیف، قبیلہ ہوازن کی ایک شاخ تھی اور باقی تمام بطون ہوازن سے اعلیٰ مقام رکھتی تھی۔ قریش اور ثقیف، اور مکہ اور طائف کے درمیان ایک خاموش مقابلہ بھی تھا۔
- اللہ تعالیٰ نے مکہ کو کعبہ اور بیت اللہ کی موجودگی سے عزت بخشی تھی اور عرب لوگ مکہ کی زیارت اور حج کے لئے آیا کرتے تھے۔ بنی ثقیف نے بھی چاہا کہ ان کا اپنا ایک معبد ہو اور وہ عربوں کو اپنی طرف متوجہ کریں تاکہ وہ وہاں حج کریں، لہٰذا انہوں نے "لات" کو اپنا معبد بنایا اور اس پر ایک عمارت بنائی، جس کی وہ خود زیارت کرتے اور کچھ دیگر عرب قبائل بھی وہاں آتے تھے۔ جب ابرہہ الاشرم نے صنعاء سے کعبہ کو گرانے کے ارادے سے لشکر کشی کی تو کئی عرب قبائل نے اس کا مقابلہ کرنے کی کوشش کی اور اسے روکنے کی کوشش کی، لیکن وہ انہیں شکست دے کر آگے بڑھ گیا۔ تاہم ثقیف نے ایسا نہیں کیا، بلکہ روایت کہتی ہے کہ انہوں نے اس کے ساتھ ایک رہنما بھیجا جو اسے کعبہ تک لے جائے۔ شاید وہ یہ چاہتی تھی کہ اگر ابرہہ کامیاب ہو جائے تو صرف ان کے معبد "لات" کے سوا کوئی اور مقام باقی نہ رہے جہاں عرب حج کرنے جا سکیں!
- جب مکہ میں کچھ لوگ حق کی تلاش میں نکلے اور احناف کی جماعت ظاہر ہوئی، تو طائف میں امیہ بن ابی الصلت ثقفی بھی نکلا اور ان کی طرح دین کی تلاش میں لگ گیا۔ اسے جب یہ خبر ملی کہ عرب کے اس خطے میں آخری نبی مبعوث ہونے والے ہیں تو اس نے اپنے آپ کو ہی وہ نبی منتظر سمجھ لیا۔ لیکن جب اللہ کے آخری رسول حضرت محمد ﷺ نے دینِ حق کی تبلیغ شروع کی تو امیہ ثقفی نے تمام حقائق سے واقفیت اور علم کے باوجود ایمان لانے سے انکار کر دیا۔ وہ دل ہی دل میں جانتا تھا کہ حضرت محمد ﷺ ہی اللہ کے سچے رسول ہیں، لیکن اسے یہ اندیشہ تھا کہ اسلام قبول کرنے سے اس کی اور اس کی قوم کی شان و شوکت ختم ہو جائے گی۔ (45)

دونوں قبائل کی بنیادوں میں بھی مشابہت پائی جاتی ہے:

45۔ الجدع، **تاریخ ثقیف**، 45۔

Al-Jada, Tarikh Thaqif, 45.

- بنو قریش کے بانی کا نام زید تھا، جس کا لقب قصی تھا، جبکہ بنی ثقیف کے بانی کا نام بھی زید تھا، جس کا لقب قسی تھا۔ دونوں کے القاب میں خط کی صورت میں مشابہت دیکھی جا سکتی ہے: قصی اور قسی!
- قُصی نے مکہ کے سردار (حُبہ بنت حلیل بن حبشیہ الخزاعی) کی بیٹی سے شادی کی اور پھر خُزاعہ کو مکہ سے نکال کر وہاں کی سیادت سنبھال لی۔
- اسی طرح قَسی نے طائف کے سردار عامر بن الظرب العدوانی کی بیٹی زینب سے شادی کی اور پھر بنی عدوان کو طائف سے نکال کر وہاں کی سیادت حاصل کر لی۔
- جس طرح قصی نے کعبہ کے لئے متولی مقرر کئے، اسی طرح قسی نے "لات" کے لئے متولی مقرر کئے۔
- جب کنانہ اور ہوازن کے درمیان فجار کی جنگ شروع ہوئی تو قریش نے کنانہ کے ساتھ مل کر جنگ کی، جبکہ ثقیف، ہوازن کے اتحادی بنے۔
- بنو ثقیف اور قریش نے آپس میں رشتے ناطے مضبوط کرنے کی کوشش کی، چنانچہ ثقیف کے کئی افراد نے قریش کی عورتوں سے شادیاں کیں تا کہ وہ خود کو اس قبیلہ سے جوڑ سکیں جو عرب کی سب سے بلند و برتر قبائل میں شمار ہوتا تھا، کچھ ثقیفی مکہ میں بھی رہائش پذیر ہوئے اور ان میں سے اکثر بنی زہرہ کے حلیف بنے۔ زہرہ، قریش کے سردار قصی کے بھائی تھے۔
- قریشیوں نے طائف کو گرمیاں گزارنے کی جگہ بنالیا اور وہاں اپنے مکانات تعمیر کیے، لیکن تاریخ میں یہ ذکر کہیں نہیں ملتا، کہ کوئی قریشی کسی ثقفی کا حلیف بنا ہو، یا اس کی پناہ میں گیا ہو۔ جب مکہ اسلام کے تابع ہو گیا تو بنی ثقیف نے اس کی پیروی کرنے سے انکار کر دیا، بلکہ انہوں نے اپنی سرزمین کے دفاع میں دو بڑی جنگیں بھی لڑیں، لیکن آخر کار انہوں نے ہتھیار ڈالے اور کچھ عرصے بعد اسلام قبول کر لیا۔([46])

بنو ثقیف و قریش کی قرابت داری:

ثقیف اور قریش کے درمیان رشتے داری کے تعلقات بھی تھے۔ مثال کے طور پر، مسعود بن معتب ثقفی کے نکاح میں ام عمرو بنت مقوم بن عبد المطلب تھیں، جن کا نام فاختہ تھا۔ ان کے بیٹے کا نام عبد اللہ بن مسعود ثقفی تھا۔([47]) حضرت مغیرہؓ بن شعبہ ثقفی

[46]۔ ایضاً، 46،47۔

Ibid,46,47.

[47]۔ ابن حبیب، **المحبر**، 1:439۔

Ibn Habib, Al-Muhbar, 1:439.

بن ابی عامر بن مسعود بن معتب ثقفی کے نکاح میں حفصہ بنت سعد بن ابی وقاص تھیں۔[48] ام عمار بنت سفیان بن عبداللہ ثقفی، حضرت عمر بن عبدالعزیز بن مروان کی نانی تھیں۔[49]

صفوان بن امیہ نے برزۃ بنت مسعود ثقفی سے شادی کی تھی جو کہ عروہ بن مسعود ثقفی کی بہن تھیں۔ بشر بن عبد دھمان ثقفی نے ریحانہ بنت ابو العاص بن امیہ سے شادی کی اور غیلان بن سلمہ بن معتب ثقفی نے لبابہ بنت صفیہ بنت ربیعہ بن عبد شمس سے شادی کی۔ اسی طرح، امیہ بن ابی الصلت نے ام حبیب بنت ابو العاص سے شادی کی تھی۔ بعد میں حضرت علی بن ابی طالبؓ نے ام سعید بنت عروہ بن مسعود ثقفی سے شادی کی، جن سے ان کی اولاد میں ام حسن اور رملہ الکبریٰ پیدا ہوئیں۔ ابو سفیان نے اپنی بیٹی ام الحکم کی شادی طائف میں بنی ثقیف میں کی تھی۔ 6 ہجری میں حضرت عبد اللہ بن عمرؓ نے صفیہ بنت ابو عبید ثقفی سے شادی کی۔ یہ رشتہ داریاں نہ صرف قریش کے ساتھ بلکہ دیگر عرب قبائل کے ساتھ بھی ثقیف کی اعلیٰ حیثیت کو ظاہر کرتی ہیں اور خاص طور پر قریش کے معزز خاندانوں کے ساتھ شادی کے رشتے ثقیف کی اس بلند مقام کی تصدیق کرتے ہیں۔ ثقیف کے بعض افراد قریش میں بھی بلند مقام رکھتے تھے۔ جب رسول اکرم ﷺ چھ ہجری میں عمرہ کے لیے روانہ ہوئے تو قریش نے عروہ بن مسعود ثقفی کو ان کے پاس بھیجا تاکہ قریش کا موقف ان تک پہنچایا جائے۔ عمرو بن مسعود بن معتب ثقفی کی حضرت معاویہؓ کے والد ابو سفیانؓ بن حرب سے گہری دوستی تھی، ابو سفیانؓ جب بھی طائف جاتے تو انہی کے گھر میں قیام کرتے تھے۔ اخنس بن شریق بن عمرو بن وہب ثقفی کے بھی قریش کے بڑے لوگوں، جیسے ابو سفیان بن حرب اور ابو جہل بن ہشام سے مضبوط تعلقات تھے، بنی زہرہ کے حلیف اور اشراف مکہ میں ان کا شمار ہوتا تھا۔ سفر طائف سے واپسی پر آپ ﷺ نے ان سے پناہ مانگی تھی، لیکن اس نے کہا کہ: میں حلیف ہوں اور حلیف پناہ (یجیر) نہیں دے سکتا۔[50] حضرت شرید بن سوید ثقفی کی زوجہ کا نام ریحانہ بنت ابی العاص بن امیہ تھا، جو مروان کے والد حکم کی بھانجی تھیں۔[51]

بنو ثقیف کے اہل مکہ اور دیگر عرب قبائل سے تعلقات:

قبائلی وابستگی نے ایک ہی قبیلے کے لوگوں کو خوشی اور غم دونوں میں ایک ساتھ باندھ رکھا تھا۔ زبان، طرزِ زندگی، ایک ہی اصل اور رسم و رواج نے عرب قبائل میں ایک قومی تعلق کا احساس پیدا کر دیا تھا۔ تاہم، ان قبائل کے درمیان آپسی اختلافات اور

48۔ ابن حبیب، **المحبر**، 1:68۔

Ibn Habib, Al-Muhbar, 1:68.

49۔ ایضاً، 1:27۔

Ibid,1:27.

50۔ الحموی، **معجم البلدان**، 4:8،9۔

Al-Hamwi, Mujam al-Buldan, 4:8,9.

51۔ علی بن محمد ابن الاثیر، **اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ** (بیروت: دار الکتب العلمیۃ، 1415ھ)، 2:629۔

Ali ibn Muhammad ibn al-Athir, Asad al-Ghabah fi Ma'rifat al-Sahaba (Beirut: Dar al-Kitab al-ilamiya, 1415 AH), 2:629.

جھگڑے اس دور کی ایک نمایاں خصوصیت رہے ہیں۔([52]) قبیلہ ثقیف اقتصادی، سیاسی اور مذہبی حیثیت میں حجاز میں نمایاں مقام کا حامل تھااور اس نے دوسرے عرب قبائل کے درمیان اپنی موجودگی کو منوانے کی کوشش کی۔ ثقیف، قریش سے سیادت میں مقابلہ کرتا اور اس کی جگہ لینے کا خواہاں تھا۔ قریش کو مکہ میں موجود خانہ کعبہ کے ذریعے ایک مذہبی حیثیت حاصل تھی اور اسی وجہ سے اس کی سیادت زیادہ تر مذہبی تھی نہ کہ سیاسی۔ قریش کو دوسرے قبائل پر اپنے تسلط کا حق صرف حج کے مراسم کے انتظام کے ذریعے حاصل ہوتا تھااور اس انتظام سے جڑے اقتصادی اور سیاسی امور بھی اسی میں شامل تھے۔کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ ثقیف کی حیثیت نے قریش کو اس کے ساتھ اتحاد اور حمایت پر مجبور کیا، لیکن جزیرہ نما عرب میں احلاف یعنی معاہدے اور اتحادات کا رواج تھا، خصوصاً پڑوسی قبائل کے درمیان۔ اس کے سیاسی، اقتصادی اور حفاظتی پہلو اہم تھے، کیونکہ تجارت اور نقل و حمل کے راستوں کو ڈاکوؤں سے محفوظ رکھنے کا مسئلہ موجود تھا، جو ان راستوں پر سفر کرنے والے قافلوں کے لئے خطرہ تھے۔لہذا، طائف اور مکہ باہمی طور متحد تھے اور ان دونوں شہروں کے درمیان مادی مفادات کی وجہ سے ایک مضبوط اتحاد قائم ہو گیا تھا۔([53])

طائف کے مکہ کے ساتھ اقتصادی روابط کافی مضبوط تھے، دونوں شہروں کے درمیان واقع علاقوں جیسے عکاظ، ذوالمجاز اور منیٰ میں بڑے بازار منعقد ہوتے تھے۔ طائف مکہ کے لوگوں کی کچھ زرعی ضروریات بھی پوری کرتا تھا۔ طائف سے مکہ بھیجی جانے والی اہم اشیاء میں مختلف قسم کی خوشبوئیں بھی شامل تھیں، مزید یہ کہ قبیلہ ثقیف کے افراد مکہ کی تجارت اور قافلوں میں بھی شریک ہوتے تھے۔ قریش کبھی کبھار اپنے امور میں طائف کے لوگوں سے مشورہ بھی لیتے تھے، کچھ قریشی افراد طائف کے ضرورت مند لوگوں کو سود پر قرض بھی دیتے تھے۔([54])

قریش کے بعض افراد کی سرمایہ کاری طائف میں زرعی، تجارتی اور جائیدادی شعبوں میں تھی۔ طائف، اہل مکہ کے لیے موسم گرما کی جائے پناہ تھی، قریش کی اشرافیہ کے طائف میں زمینیں اور باغات تھے، جیسے ابو طالب ہاشمی کے طائف میں اپنے انگوروں کے باغات تھے، جہاں سے انہیں کشمش فراہم کی جاتی تھی۔ عبد اللہ بن عامر بن کریز اور خلیفہ عثمان بن عفانؓ کی بھی طائف میں جائیدادیں اور زرعی املاک تھیں۔ ابوسفیان کا بھی طائف میں ایک باغ تھا جس میں اعلیٰ قسم کی کشمش پیدا ہوتی تھی۔ یاقوت حموی نے اس حوالے سے مزید لکھاہے کہ مکہ کے لوگ تجارتی مفادات اور موسمی حالات کے تحت طائف میں رہائش پذیر ہو گئے تھے، جیسے: ابو

---

[52]۔ نبیہ عاقل، **تاریخ العرب القدیم وعصر الرسول** (دمشق: دار الکتب الوطنیہ، 1968ء)، 262۔

Nabiyyah Aqil, Tarikh al-Arab al-Qadim wa Asr al-Rasoul (Damascus: Dar al-Kitab al-Wataniyya, 1968), 262.

[53]۔ عبد اللطیف شرارۃ، **الحجاج طاغیۃ العرب** (لبنان: دار المکشوف، 1950ء)، 68۔

Abd al-Latif Sharara, Al-Hajjaj Taghiyyah al-Arab (Lebanon: Dar al-Makshuf, 1950), 68

[54]۔ صالح احمد العلی، **محاضرات فی تاریخ العرب** (بغداد: مطبعۃ الارشاد، 1968ء)، 377۔

Salih Ahmad Al-Ali, Lectures on Arab History (Baghdad: Matabat al-Arshad, 1968), 377.

سفیان گرمیوں کا موسم طائف میں گزارتا تھا، جبکہ زینب بنت یوسف جو کہ حجاج ثقفی کی بہن تھیں، طائف اور مکہ میں اپنے وسائل اور زرعی جائیداد کی وجہ سے مشہور تھیں۔([55])

کیابنو ثقیف اور بنی قریش کے تعلقات ہمیشہ دوستی، اتفاق اور تعاون پر مبنی رہے؟ تاریخ کی روایات میں یہ ذکر ملتا ہے کہ دونوں کے درمیان کچھ جنگیں بھی ہوئیں، خاص طور پر جب ان میں قریش کے بڑے قبائل شامل تھے۔ مثلاً حروب فجار، جو قریش اور ہوازن کے درمیان مقدس مہینوں میں لڑی گئیں، ان میں ثقیف کا ہوزن کے ساتھ قریش کے خلاف کھڑا ہونا اہم تھا۔ اس حوالے سے سوال یہ ہے کہ ان جنگوں نے ثقیف اور قریش کے تعلقات پر کیا اثر ڈالا؟ مؤرخین کے بقول دونوں فریق ان تعلقات کو برقرار رکھنے کے خواہاں تھے، کیونکہ طائف کی زیادہ تر زرعی اور صنعتی پیداوار مکہ کو برآمد کی جاتی تھیں، جن میں شراب، گندم، لکڑی اور کچھ دستکاری، خاص طور پر چمڑے کی مصنوعات شامل تھیں۔ طائف کے حجاز کے دیگر شہروں کے ساتھ بھی مضبوط اقتصادی تعلقات تھے۔ یثرب کے لوگ بھی طائف کے ساتھ اقتصادی تعلقات رکھتے تھے۔ تاریخی دستاویزات طائف اور یمن کے لوگوں کے درمیان بھی مضبوط اقتصادی اور تجارتی تعلقات کی نشاندہی کرتی ہیں۔ لیکن کیا یہ تجارتی تبادلے کا حجم مکہ اور شام یا عراق کے درمیان تجارت کے برابر تھا؟ جواب نفی میں ہے، ممکن ہے کہ طائف کے تاجر قریش کے تاجروں کے ساتھ ان علاقوں میں تجارت میں شریک ہوتے ہوں۔ جیسے ابوسفیان قریشی اور امیہ ثقفی کا شام کے لئے تجارتی سفر مشہور ہے۔ بنو ثقیف اپنے شہر کے محل وقوع کو استعمال کرنے میں کامیاب رہا اور اسے تجارتی قافلوں کے آرام کی جگہ بنا دیا، ان کو مزید فائدہ اس وقت ہوا، جب فارس نے یمن پر اپنی حاکمیت قائم کی۔ اس کے بعد فارس اور حیرہ کی تجارت جو یمن کی طرف آتی جاتی تھی، طائف کے راستے سے گزرنے پر مجبور ہو گئی۔ کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ طائف اور یمن کے درمیان تعلق اتنا مضبوط تھے کہ بنو ثقیف کو حجاز کی بجائے یمن کے زیادہ قریب سمجھا جاتا تھا، کیونکہ ان کی ثقافت اور سماجی زندگی یمن سے مشابہت رکھتی تھی۔ لیکن یہ بات تاریخی اور جغرافیائی حقائق سے دور ہے، قدیم اور جدید دونوں اعتبار سے۔ مزید برآں، قریش کے زیادہ تر افراد نے ثقیف کے ساتھ مضبوط تعلقات قائم کئے ہوئے تھے۔ ان قبائل کے درمیان نزدیکی کی وجہ مشترکہ خصوصیات تھیں، خواہ وہ مذہبی ہوں، تمدنی، معاشی و معاشرتی، فطرتی یا اقتصادی۔ مزید یہ کہ دونوں فریقین کو ایک دوسرے کی ضرورت تھی۔ اہل طائف کے دیگر قبائل کے ساتھ تعلقات کے جائزے سے یہ نتیجہ اخذ کیا جاسکتا ہے کہ طائف نسبتاً حجاز کا ایک ترقی یافتہ شہر تھا اور انہوں نے اپنے قبیلے کا نام مقامی انتظام، سیاست، جنگ اور فکری میدان میں بلند کیا۔([56])

بنو ثقیف کا موقف ارتداد کے حوالے سے:

[55]۔ الحموی، **معجم البلدان**، 4:11۔

Al-Hamwi, Mujam al-Buldan, 4:11.

[56]۔ الحموی، **معجم البلدان**، 4:8،10۔

Al-Hamwi, Mujam al-Buldan, 4:8,10.

جب رسول اللہ ﷺ کا وصال ہوا تو جزیرہ عرب میں ارتداد کی لہر دوڑ گئی اور عرب قبائل مرتد ہونا شروع ہو گئے، اس وقت وہ لوگ جن کا ایمان پہاڑوں سے زیادہ مضبوط تھا، اٹھے اور اپنی قوموں کو وعظ کیا اور انہیں دین پر ثابت قدم رکھا۔ طائف میں حضرت عثمان بن ابی العاصؓ نے بنی ثقیف کو وعظ فرمایا: "اے ثقیف کے بیٹو، تم سب سے آخر میں اسلام لائے تھے، تو اب سب سے پہلے مرتد نہ بنو۔" اہل طائف نے اسلام پر ثابت قدمی دکھائی اور اپنے آدمیوں کو مرتدین سے لڑنے کے لیے بھیجا۔ بنی ثقیف نے مرتدین کے خلاف جنگوں میں بھرپور حصہ لیا اور انہیں سخت نقصان پہنچایا، یہاں تک کہ وہ دوبارہ اسلام میں واپس آ گئے۔[57]

والیٔ طائف کے نام حضرت ابو بکر صدیقؓ کا خط: (زمانہ ارتداد میں):

رسول اللہ ﷺ نے بنی ثقیف سے یہ عہد کیا تھا کہ: "انہیں نہ تو (جنگ میں) شریک کیا جائے گا، نہ ان پر عشر (زکوٰۃ) لاگو ہو گا اور نہ ہی انہیں مال یا جان کے معاملے میں مجبور کیا جائے گا۔" لیکن جب نبی ﷺ کا انتقال ہوا اور عرب قبائل مرتد ہو گئے اور زکوٰۃ دینا چھوڑ دی، سوائے قریش، ثقیف اور ان کے حلیف قبائل کے، قبیلہ جدیلہ اور الاعجاز کے لوگوں نے بھی یہی روش اپنائی۔ یہ بنو جشم، بنو نصر، بنو سعد بن بکر اور ثقیف کے بطون تھے۔ حضرت ابو بکرؓ نے عامل طائف حضرت عثمان بن ابی العاصؓ کو لکھا کہ وہ طائف کے لوگوں سے زکوٰۃ وصول کرنے کے لئے ایک لشکر بھیجیں، علاقے کے حساب سے ہر دستے پر ایک ایسے شخص کو امیر بنائیں جو با اعتماد اور دیانت دار ہو۔ چنانچہ انہوں نے ہر علاقے میں بیس بیس آدمیوں پر مشتمل دستے بھیجے اور کسی نے بھی زکوٰۃ دینے سے انکار نہیں کیا۔ اس خط کا متن روایت نہیں ہوا ہے۔[58]

طائف کے مسلمانوں کے نام مکتوبات نبوی ﷺ:

مکتوب نمبر 1: طائف کی وادی "وج" کے بنو ثقیف کے لئے امان نامہ:

فرمان من جانب محمد النبی رسول اللہ ﷺ: اس تحریر کے مطابق بنو ثقیف کے لئے اللہ وحدہٗ لا شریک لہٗ اور محمد بن عبد اللہ نبی اللہ کی طرف سے امان اور یہ مراعات ہیں:۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم: 1۔ پوری وادی وج اللہ عز و جل کے نام پر حرم ہے۔ یعنی کہ اس وادی یا سر زمین میں شکار کرنا، باہم تکرار، قتل و سرقہ، ڈکیتی اور وہاں کی گھاس اور لکڑی کا کاٹنا منع ہے۔ یعنی حرم اللہ تبارک و تعالیٰ کی ایسی ملکیت ہے جس میں تصرف ناروا ہے جیسا کہ حرم مکہ میں منع ہے۔

۲۔ اس وادی کی جھاڑیاں کاٹنا، شکار کرنا، سرقہ یا کسی قسم کا ظلم، سب حرام ہیں۔

---

[57]۔ احمد بن علی ابن حجر العسقلانی، **الاصابہ فی تمیز الصحابہ** (بیروت: دار الکتب العلمیہ، 1415ھ)، 4:374۔

Ahmad bin Ali Ibn Hajar al-Asqalani, Al-Asaba fi Tameez al-Sahaba (Beirut: Dar al-Kitab al-Ulmiya, 1415 AH), 4:374.

[58]۔ ڈاکٹر محمد حمید اللہ، **مجموعۃ الوثائق السیاسیۃ للعھد النبوی والخلافۃ الراشدۃ** (بیروت: دار النفائس، 1407ھ)، 288۔

Dr. Muhammad Hameedullah, Collection of Political Documents of Prophetic Covenant and Khilafat al-Rashida (Beirut: Dar al-Nafais, 1407 AH), 288

۳۔ خاندان بنو ثقیف تمام لوگوں کے مقابلے میں اس وادی سے انتفاع کے زیادہ حقدار ہیں۔

۴۔ قبیلہ ثقیف کے علاوہ کوئی اور شخص اس وادی کی کسی چیز کا مالک نہیں، نہ کسی مسلمان کے لئے اس وادی میں مداخلت کرنا جائز ہے۔

۵۔ خاندان بنو ثقیف جس طرح چاہیں اس وادی کا استعمال کرنے کے مجاز ہیں، وہاں پر مکانوں کی تعمیر یا وہاں کی دوسری منافع کی چیزیں ان کے لئے مباح ہیں۔

۶۔ ان پر جہاد میں شرکت اور ان سے امداد کے طور پر جبری ٹیکس یا فوجی بھرتی معاف ہے۔

۷۔ وہ دوسرے مسلمانوں کی مانند آزاد ہیں۔ جہاں چاہیں جاسکتے ہیں ان پر کوئی محاسبہ نہیں۔

۸۔ دوسرے قبائل میں ان کے جو غلام اسیر ہیں وہ انہیں واپس کیے جائیں گے ان کی واپسی پر وہ انہیں غلام بنا کر رکھیں یا آزاد کر دیں انہیں مکمل اختیار حاصل ہے۔

۹۔ ثقیف کے "حلیف یا تاجر" کے لیے بھی انہی کے مطابق مراعات ہیں۔

۱۰۔ اگر بنو ثقیف میں سے کسی نے دوسرے کا کنیسہ یعنی گرجا خرید لیا ہے تو یہ واپس نہ ہو گا۔

۱۱۔ ان کا امیر انہی میں سے ہو گا مثلاً بنو مالک اور احلاف دونوں قبائل پر ان کا اپنا اپنا امیر ہو گا۔

۱۲۔ اگر کسی کے پاس ثقفی اسیر ہو اور قابض نے اس قیدی کو فروخت کر دیا ہو تو یہ رقم اسے بنی ثقیف کے حوالے کرنا ہو گی۔

۱۳۔ اگر شئے مرہونہ یعنی رہن میں رکھی ہوئی چیز کے عوض میں ان کا کسی پر قرض ہے اور میعاد ختم ہو چکی ہے اور رہن رکھنے والا شخص شئے مرہونہ پر اپنا قبضہ رکھنا چاہتا ہے تو اس کے لیے اللہ عزوجل کی طرف سے کوئی مواخذہ نہیں۔

۱۴۔ اگر کسی کے پاس ثقفی قیدی موجود ہے تو اس کے عوض میں بنی ثقیف کو چھ اونٹنیاں تین سالہ دینا ہوں گی اور تین اونٹنیاں دو سالہ دینا ہوں گی جو کہ صحت مند و تنومند ہوں۔

۱۵۔ قریش کے انگوروں کی آبپاشی پر بنی ثقیف کو پیداوار کا نصف حصہ ملے گا۔

۱۶۔ اگر شئے مرہونہ پر قرض عکاظ کے میلہ میں دیا گیا ہے تو اس کی ادائیگی راس المال کی صورت میں عکاظ ہی میں ہو گی۔

۱۷۔ تمسک یا کسی عام تحریر پر جو قرض کسی ثقفی نے اپنے مسلمان ہونے سے قبل دیا ہے وہ اس قرض کی واپسی کا مستحق ہے۔

۱۸۔ بنی ثقیف کے اموال اور آبرو پر ناحق تعن یا دعوی کرنے والا ہماری امداد کا مستحق نہ ہو گا، بلکہ اللہ تعالی اور مومنین بنو ثقیف کے طرف دار ہوں گے۔

۱۹۔ بنو ثقیف کی دوسروں کے پاس امانت بصورت مال یا بکریوں کے ریوڑ چرائی پر دیئے گئے اور وہ سلامت ہوں یا ضائع ہو چکے ہوں تو بنی ثقیف اپنے ریوڑ بصورت بدل لینے کا حقدار ہے۔

۲۰۔ بنو ثقیف کا دوسروں کے پاس مال یا ریوڑ امانت تھا اور وہ امانت دار سے ضائع ہو گیا، تب بھی امانت دار کو انہیں اس کا بدل یا ثمن (قیمت) ادا کرنا ہو گا۔

۲۱۔ بنو ثقیف جس فرد یا قوم کا اپنی حدود میں داخلہ ناپسند کریں گے ان کا وہاں جانا جائز نہ سمجھا جائے گا، ان کی اجازت کے بغیر ان کے بازار اور معبد بھی گھروں کے آنگن کی مانند ہیں۔

۲۲۔ اشیائے مرہونہ کے عوض میں بنی ثقیف پر دوسروں کا جو قرض ہے، اگر ثقیف کے ہاں ادائیگی کی سکت ہو تو قرض خواہ کو دیا جائے ورنہ ماہ جمادی الاول سال آئندہ تک میعاد ہے، اگر یہ موسم گزر گیا تو مطالبہ ختم ہو گیا۔([59])

مکتوب نمبر2:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، فرمان من جانب نبی محمد رسول اللہ ﷺ برائے مسلمانان بنو ثقیف:

"وادیٔ وج کی جھاڑیاں اور درخت نہ کاٹے جائیں اور وہاں شکار نہیں مارا جائے گا اور جو ایسا کرتے ہوئے پایا جائے گا اسے کوڑے مارے جائیں گے اور اس کے کپڑے اتار لئے جائیں گے اور جو اس کی خلاف ورزی کرے گا، اسے گرفتار کر کے محمد رسول اللہ ﷺ کے سامنے پیش کیا جائے گا۔ یہ فرمان محمد النبی ﷺ کی طرف سے جاری ہوا ہے اور محمد بن عبد اللہ رسول اللہؐ کے حکم سے اسے خالد بن سعیدؓ نے لکھا ہے۔ کوئی اس کی خلاف ورزی کر کے محمد رسول اللہؐ کے اس معاہدہ ثقیف کو توڑ کر اپنے نفس پر ظلم نہ کرے۔ اس عہد نامہ پر گواہ حضرت علی ابن طالبؓ اور حضرت حسن بن علیؓ اور حضرت حسین بن علیؓ ہیں۔"([60])

مکتوب نمبر3:

"عَنْ أُسَيْدٍ الْجُعْفِيِّ قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَكَتَبَ إِلَى أَهْلِ الطَّائِفِ: إِنَّ نَبِيذَ الْغُبَيْرَاءِ حَرَامٌ"۔([61])

(حضرت اسید الجعفیؓ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں موجود تھا، جب آپ ﷺ نے اہل طائف کے لئے ایک فرمان لکھوایا تھا کہ: "غبیراء کا نبیذ (شراب) حرام ہے۔)

مکتوب نمبر4:

غزوہ حنین کے بعد رسول اللہ ﷺ نے طائف کا محاصرہ کیا، جب صخر بن عیلہ الاحمصیؓ کو اس کی اطلاع ملی، تو وہ فوراً اپنے گھڑ سوار دستے کے ساتھ نبی کریم ﷺ کی مدد کے لیے روانہ ہوئے، لیکن وہاں پہنچ کر دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ واپس تشریف لے جا چکے ہیں اور فتح حاصل نہیں ہو سکی۔ اس موقع پر صخر نے اللہ کی قسم کھائی اور عہد کیا کہ وہ اس قصر طائف کو اس وقت تک نہیں چھوڑیں گے، جب تک کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے حکم کے تابع نہ ہو جائیں، جب بنی ثقیف نے ہتھیار ڈال دیئے، تو صخرؓ نے نبی کریم ﷺ کو خط لکھا: "اما بعد! بنی ثقیف نے آپؐ کے حکم کے مطابق سر تسلیم خم کر دیا ہے۔ یا رسول اللہ ﷺ! میں آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو

---

[59]۔ ابو عبید القاسم بن سلام البغدادی، **کتاب الاموال** (بیروت: دار الفکر، 1385ھ)، 1:274۔

Abu Ubayd al-Qasim bin Salam al-Baghdadi, Kitab al-Amwal (Beirut: Dar al-Fikr, 1385 AH), 1:274

[60]۔ ابو عبید، **کتاب الاموال**، 1:250۔

Abu Ubaid, Kitab al-Amwal, 1:250.

[61]۔ جلال الدین السیوطی، **جمع الجوامع** (القاہرہ: الازہر شریف، 1426ھ)، 19:54۔

Jalal al-Din al-Suyuti, Jama al-Jawama (Cairo: Al-Azhar Sharif, 1426 AH), 19:54

رہا ہوں اور وہ لوگ گھوڑوں پر سوار میرے ساتھ آرہے ہیں۔"رسول اللہ ﷺ نے نماز کے لیے لوگوں کو جمع ہونے کا حکم دیا۔ (مذاکرات کا اختتام ان کے اسلام قبول کرنے اور معاہدہ طے پانے پر ہوا۔)([62])

خلاصۃ البحث:

طائف شہر عرب کے تاریخی اور ثقافتی مراکز میں سے ایک ہے، جس کی جغرافیائی اور تجارتی اہمیت صدیوں پر محیط ہے۔بنو ثقیف کو عدنان اور قیس بن عیلان کی نسل سے شمار کیا جاتا ہے، ان کا تعلق عرب کی ابتدائی نسلوں سے ہے، اور وہ "عرب المستعربہ" کہلاتے تھے۔ یہ بلد عمالقہ، ثمود، عدوانی، بنی عامر اور بنی ثقیف کا مسکن رہا ہے۔ قبیلہ ثقیف: بنو احلاف، بنو مالک کے بطون پر مشتمل تھا اور عرب کے طاقتور قبائل میں شمار ہوتا تھا۔ طائف اور قبیلہ ثقیف کے افراد کا ذکر قرآن میں "علیٰ رجل من القریتین عظیم" کے طور پر کیا گیا ہے۔

جغرافیائی اور ماحولیاتی اہمیت: طائف ایک بلند مقام پر واقع ہونے کی وجہ سے خوشگوار موسم اور قدرتی حسن کا حامل ہے۔ یہ یمن، مکہ اور نجد کے درمیان ایک اہم راستہ اور تجارتی گزر گاہ تھا، جو عرب کے مختلف قبائل کو جوڑتا تھا۔

زرعی اور تجارتی مرکز: طائف اپنی زرخیز زمین اور عمدہ فصلوں کے لیے مشہور تھا، خصوصاً انگور، انار اور دیگر پھلوں کی پیداوار، چمڑے کی صنعت سمیت زرعی اور صنعتی سرگرمیوں نے طائف کو ایک اقتصادی مرکز بنادیا تھا۔

مذہبی اور ثقافتی مرکز: طائف میں "لات" کے مجسمے کی عبادت کی جاتی تھی، جو اس کی مذہبی اہمیت کو ظاہر کرتا ہے۔ قریبی علاقوں سے لوگ یہاں حج اور دیگر مذہبی تقریبات کے لیے آتے تھے۔

علمی اور طبی شعبے میں کردار: طائف کے لوگ اپنی اولاد کی تعلیم و تربیت پر خصوصی توجہ دیتے تھے۔ مشہور طبیب حارث بن کلدہ اور علم نجوم کے ماہرین، بڑے بڑے شعراء اور حکماء اسی علاقے سے تعلق رکھتے تھے۔

معاشرتی اور دفاعی نظام: طائف اپنے مضبوط دفاعی نظام، فصیلوں اور زرخیز زمینوں کے لیے مشہور تھا۔ اس کی زرخیزی اور خوشحالی نے یہاں کے لوگوں کو ایک مہذب اور ترقی یافتہ معاشرہ بنانے میں مدد دی۔

ثقافتی ورثہ اور تمدن: طائف کے لوگ نہ صرف زراعت بلکہ صنعت، دستکاری اور تجارتی سرگرمیوں میں بھی سرگرم تھے۔

یہ شہر اپنی ثقافتی شناخت، ادب، اور شاعری کے لیے نمایاں تھا اور مختلف میلوں اور بازاروں میں ان کی شرکت معمول کا حصہ تھی۔

تجاویز و سفارشات:

- بنو ثقیف کی علمی، ادبی، اور طبی خدمات کے بارے میں تحقیقی مطالعے کو فروغ دیا جائے، اسکولوں اور یونیورسٹیوں میں طائف کی تاریخ پر مبنی نصاب شامل کیا جائے۔

---

[62]۔ ابو داؤد سلیمان بن اشعث، **سنن ابو داؤد**، کتاب الخراج، باب فی اقطاع الأرضین، (بیروت: دار احیاء التراث العربی، ۱۴۲۱ھ)، حدیث: 3، 3067۔

Abu Dawud Suleiman bin Ash'ath, Sunan Abu Dawud, Kitab al-Kharaj, chapter fi Iqta al-Arzeen, (Beirut: Dar Ihya al-Trath al-Arabi, 1421 AH), Hadith: 3, 3067.

- بنو ثقیف کی علمی خدمات پر یونیورسٹیوں اور تحقیقی اداروں میں مقالے اور کانفرنسز منعقد کی جائیں۔
- بنو ثقیف کے اسلامی اور قبل از اسلام کردار کو مثبت انداز میں نمایاں کیا جائے۔
- بلند مقامات پر قائم دفاعی نظام کے ماڈلز کو جدید شہری منصوبہ بندی کے لیے استعمال کیا جائے۔
- بنو ثقیف کی جنگی تاریخ سے سبق لیتے ہوئے موجودہ قبائلی مسائل کو حل کرنے کے لیے امن وامان کے ماڈلز بنائے جائیں۔ تاریخی تنازعات کو تعلیمی مواد کے ذریعے عام لوگوں تک پہنچایا جائے تاکہ ان سے مثبت سبق سیکھا جاسکے۔
- عالمی سطح پر طائف کے ثقافتی ورثے پر مبنی کانفرنسز اور نمائشوں کا انعقاد کیا جائے۔ طائف کے تاریخی ورثے کو یونیسکو کے ورلڈ ہیریٹیج پروگرام کا حصہ بنایا جائے۔ ثقافتی سفارت کاری کے ذریعے بنو ثقیف کے ورثے کو دنیا کے سامنے پیش کیا جائے۔
- طائف اور بنو ثقیف کے ورثے کو سوشل میڈیا، بلاگز اور ویب سائٹس کے ذریعے عالمی سطح پر پروموٹ کیا جائے۔ "طائف: بستان العرب" کو ایک گلوبل برانڈ کے طور پر متعارف کروایا جائے۔